REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۳۹   شمارہ ۴۵

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ:- ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲۶ ربیع الثانی ۱۴۱۱ ہجری   ۱۵ نبوت ۱۳۶۹ ہش   ۱۵ نومبر ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔
احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

پیغام حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت ۱۹، ۲۰، ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۹۰ء

لندن
18-10-1369
1990

پیارے خدام احمدیت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کے سالانہ اجتماع کے انعقاد کی خبر سن کر بے حد خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو تمام ہند کے لئے ایک عظیم الشان روحانی انقلاب کا پیش خیمہ بنادے اور آپ کو ایسا زبردست جوش، غیر معمولی ولولہ اور بے مثال جذبہ عطا فرمائے کہ جس سے آپ احمدیت کے روشن و درخشندہ مستقبل کے امین بن کر ہر ذمہ داری کو کمال خوبی کے ساتھ نبھا سکیں۔

پیارے عزیزو! باون سال قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد اس لئے رکھی تا نوجوانانِ احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی اغراض کو پورا کرتے ہوئے بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب و ملت ساری دنیا کی خدمت کرکے ان کے دلوں کو خدائے واحد کی خاطر جیتنے والے ہوں۔ آپ اپنی انہیں بے لوث خدمتوں کے طفیل دنیا کی سرداری کے منصب پر فائز کئے گئے ہیں۔ اس لئے نیکی، تقویٰ اور خدمت کے جس نمونہ ولباس کو آپ اپنائیں گے انہیں سے بعد میں آنے والی نسلوں کے کردار کی تشکیل ہوگی۔ اس لئے کوشش کریں کہ آپ کا وجود پاک و صاف ہوکر ایک نئی صورت میں صفحۂ ہستی پر ابھرے۔ اس طرح آپ اپنے عظیم الشان نصب العین کی تکمیل کی راہوں پر قدم مارنے والے اور اپنی تنظیم کے قیام کے مقصد کو پانے والے بن جائیں گے۔ آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشادِ مبارک کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ:-

"چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو...... توحید پر قائم رہو۔ اور نماز کے پابند ہوجاؤ۔ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دکھ اٹھاؤ۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔" (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۵۲)

اگر آپ اسلام کی ساری تصویر اپنے وجود پر نقش کرنے میں کامیاب ہوجائیں اور نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل اور پاک نمونہ سے دنیا پر یہ ثابت کردیں کہ انسانی تعلقات کے دائرہ میں بھی اسلام کی تعلیم ہی ہر دوسری تعلیم سے افضل و اعلیٰ و اکمل و اتم ہے تو آپ کے لئے بنی نوع انسان کے دلوں کو اسلام کے لئے، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے اور خدا کے لئے جیتنا کچھ مشکل نہ رہے گا۔ اور یہی وہ خدمت ہے جس سے آپ خدا کی درگاہ میں اپنے لئے ایک قابلِ رشک بلند مقام حاصل کرسکتے ہیں۔ اس بارہ میں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں اللہ تعالیٰ نے قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور حقیقتاً موذی نہیں ہونا چاہیئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں۔ اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں...... پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہیئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے فَاِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ میں پیش کی گئی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۶ - ۹۷)

یاد رکھیں کہ بنی نوع انسان سے سچی دلی ہمدردی یہی ہے کہ انسان ان کی مادی ترقی و فلاح سے بڑھ کر ان کی روحانی اصلاح کی فکر کرے۔ "فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہی مقدس اسوہ بیان فرمایا گیا ہے کہ آپ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ہر وقت کے غم و فکر کی وجہ سے اپنی جان کو ایک روگ سا لگا لیا تھا۔ چاہیئے کہ یہی روگ آپ میں سے ہر ایک کے نفس کا بھی روگ بن جائے اور جب تک ہندو مذہب کا ایک ایک ذرّہ اسلام کی طرف رُخ نہ پھیر لے آپ چین سے نہ بیٹھیں۔ یہ آپ کی زندگیوں کا مقصد ہے۔ اس کے لئے دعا اور خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوکر ہندوستان کے ہر شہر اور قریہ قریہ میں پھیل جائیں۔ یہاں تک کہ اسلام کی سچائی کا سورج پوری آب و تاب سے ایک دفعہ پھر پورے ہندوستان پر طلوع ہو اور مخبر صادق کی باتیں پوری ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ سب کو محبت و الفت کے ماحول میں مسابقت کی پاکیزہ روح کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار:- مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

ضروری نوٹ:- اجلاسِ عام خدام و اطفال منعقد کرکے حضور انور کا یہ پیغام سنایا جاسکے۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۵ر نبوت ۱۳۶۹ ہش

حضرت بابا نانکؒ اور مسلمان

سکھ قوم کے رہنما گورو نانکؒ کا ۵۲۲ واں یوم پیدائش سکھ قوم بڑی دھوم دھام سے منا رہی ہے۔ باباجی ہندو قوم میں پیدا ہوئے لیکن آپ کے زیادہ تر تعلقات مسلمان بزرگان کے ساتھ ہی تھے۔ بُت پرستی کے آپ سخت خلاف تھے۔ اور اسلامی توحید پر یقین رکھتے اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھنے والے بزرگ تھے۔

شہنشاہ بابر نے جب ایمن آباد (سید پور) پر حملہ کرکے اُسے فتح کرلیا اور سپاہیوں نے لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ باباصاحب اور اُن کے ساتھی بھی پکڑے گئے۔ بابر نے گورو صاحب کے درشن کئے تو اُن کا روحانی چہرہ دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ بابر نے آپ کو خدا کا پیارا سمجھ کر کہا کہ آپ جو کچھ چاہیں مانگ سکتے ہیں۔ باباصاحب نے اس کا نہایت ایمان افروز جواب دیا کہ ؎

ایمان دیا ایک خدائے جس کا دیا ہر کوئی کھائے
بندے کی جو لیوے اوٹ دین دنی میں تاں کو توٹ
اِک داتا سب جگت بھکاری تس کو چھاڈ اور کو لاگے تس لگی پت ہاری
شاہ پاتشاہ سب تس کے کئے تس کے سنگ نہ کوئی رہئے
کہہ نانک سُن بابر میر تجھ تے مانگے سو احمق فقیر

(نانک پربودھ صفحہ ۱۶۶ جنم ساکھی بالا صفحہ ۲۸۷)

ترجمہ:- خدائے واحد نے مجھے ایمان عطا فرمایا ہے۔ جس کے دیئے ہوئے رزق میں سے ہی ہر کوئی کھاتا ہے۔ جو شخص کسی انسان کی پناہ اختیار کرتا ہے اُس کو دین اور دُنیا میں نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ خدائے رزاق ایک ہی ہے۔ اور باقی سب اُس سے بھیک مانگنے والے ہیں۔ جو شخص اس کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف دیکھتا ہے اپنی ساری عزّت کھو دیتا ہے۔ وہی سب کو بادشاہ بناتا ہے اس کا ہمسر کوئی نہیں۔ اَے بابر! نانک کہتا ہے کہ جو تجھ سے مانگے گا وہ احمق فقیر ہوگا۔

باباصاحب کی زبان سے اِس ابدی سچائی کو سُن کر بابر بادشاہ کے دِل میں آپ کی عزّت اور بھی بڑھ گئی۔ اس کے بعد گورو صاحب کے ساتھ بابر نے یہ اقرار کیا کہ:-

"مَیں انصاف وعدل کروں گا۔ آپ کی گدی کی ہمیشہ عزّت کرتا رہوں گا۔"

(اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۹۹)

بابا نانک اور جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ موعودِ اقوامِ عالم علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

بود نانک عارفِ مردِ خدا
رازہائے معرفت را رہ کشا (ست بچن صفحہ ۳)

یعنی باباصاحب معرفتِ الٰہی کا خزانہ تھے۔ اور رُوحانی بھیدوں کو ظاہر کرنے والے تھے۔

ایک سکھ وِدوان لکھتے ہیں:-

"مسلمان اور خاص کر احمدی مسلمان گورو نانک کو کامل مُرشد مانتے ہیں۔"

(سنت سپاہی مارچ ۱۹۵۰ء)

چولہ صاحب حضرت بابا نانک کے پاس ایک متبرک چولہ صاحب تھا جسے سکھ دوست بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھتے اور اُسے عرشی چولہ کہتے ہیں۔ جو آجکل ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے اور ہر سال سکھ دوست ایک میلہ میں اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اس پر کلمۂ شہادت اور قرآن کریم کی متعدد آیات لکھی ہوئی ہیں اور اس کا عکس اُردو لٹریچر میں شائع ہو چکا ہے اس کی شان میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ موعود اقوامِ عالم علیہ السلام نے ایک لمبی نظم لکھی ہے جس میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں۔ فرمایا ؎

یہی پاک چولہ ہے سکھوں کا تاج یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج
یہی ہے کہ نوروں سے معمور ہے جو دُور اِس سے اُس سے خدا دُور ہے
اسی پر وہ آیات ہیں بیّنات کہ جن سے ملے جاودانی حیات
یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز خدا سے جو تھا درد کا چارہ ساز
اسی سے وہ سب راہِ حق پا گیا اِسی سے وہ حق کی طرف آگیا

جائے نماز برائے مرکزی مساجد

قادیان میں مرکزی مساجد، مسجد مبارک و مسجد اقصٰی کے لئے دریوں (جائے نماز) کی کمی واقع ہوگئی ہے۔ ایک دری برائے جائے نماز $3\frac{3}{4}' \times 25'$ سائز کی ایک ہزار رُوپے میں تیار ہوتی ہے۔ سیدنا حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے مخیر احباب سے اِس غرض کے لئے دو لاکھ رُوپے کے عطایا وصول کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ حضور انور کے ارشادِ مبارک پر مَیں مخیر احباب سے بالخصوص اِس کارِ خیر میں عطایا پیش کرنے کی تحریک کرتا ہُوں۔ بعض احباب نے حصّہ لیا ہے فجزاھم اللّٰہ خیرًا۔

دفتر محاسب میں اس غرض کے لئے ایک امانت "دری مساجد" کے نام سے کھول دی گئی ہے۔ احباب اس مد میں رقم ارسال فرما کر خاکسار کو مطلع فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار:- مرزا وسیم احمد
ناظرِ اعلیٰ قادیان

اسی نے بلا سے بچایا اسے ہر اِک بدگہر سے چھڑایا اسے
ذرا سوچو سِکھو یہ کیا چیز ہے یہ اس مرد کے تن کا تعویذ ہے

(منقول از ست بچن مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

توحیدِ خالص حضرت باباجی توحیدِ خالص کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

دُوجا کاہے سمرئیے جو جمے تے مرجائے
ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے

یعنی جو پیدا ہوتا اور مرتا ہے وہ پرستش کے قابل نہیں۔ صرف ایک خُدا ہے جو حاضر ناظر خشکی اور تری میں موجود ہے۔ اَے نانک اسی کی پرستش کرو۔

بہرحال پنجاب کو یہ شرف حاصل ہے کہ آج سے پانچ سو سال قبل حضرت بابا نانک خدا کے پیارے اسلامی توحید کے علمبردار پیدا ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام دُنیا میں عظمت عطا فرمائی۔ اور پھر اسی پنجاب میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی موعود اقوام عالم مبعوث ہوئے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام دُنیا میں بڑی عظمت عطا فرمائی کہ آج ۱۲۴ معروف ممالک میں آپ کی قائم کردہ جماعت بڑی عزّت و عظمت کے ساتھ پھیل گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت بابا نانک کے وجود کو ہندوؤں کے لئے رحمت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"بلاشبہ باوا نانک صاحب کا وجود ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا ایک اُوتار تھا۔ ...... وہ ہندو مذہب اور اسلام میں صُلح کرانے آیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہ کی۔ اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اُٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے۔ ہائے افسوس ہمیں اِس تصور سے رونا آتا ہے کہ ایسا نیک آدمی دُنیا میں آیا اور گذر بھی گیا مگر نادان لوگوں نے اس کے نُور سے کچھ روشنی حاصل نہ کی۔"

(پیغام صلح صفحہ ۱۳)

نکتۂ اتحاد آج ہر طرف امن، PEACE اور شانتی کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ لیکن اِس سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ پہل قدمی کر چکی ہے کہ تمام الہامی مذاہب کے پیشواؤں کو قرآن کریم اور احادیث نبویؐ کی تعلیمات کے مطابق سچا تسلیم کرتی ہے۔ اگر دُوسرے مذاہب کے پیروکار بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا تسلیم کرلیں تو تمام دُنیا میں حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے ؎

ہیں کرشن بھی ہمارے، ہیں رام بھی ہمارے
عیسٰی بھی ہیں پیارے، نانک بھی ہیں ہمارے
ہم سب کو جانتے ہیں، ہم سب کو مانتے ہیں
قرآن نے سکھایا مہاپُرش ہیں یہ سارے

عبد الحق فضل

خطبہ جمعۃ المبارک

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ وہ اپنی نماز کی کُنہ سے غافل ہوتے ہیں اسکی حکمتوں اور اُس کی روح سے غافل ہوتے ہیں۔ نماز کی حکمت اور کُنہ تو یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف انسان کو لے جائے اور خدا کیساتھ تعلق قائم کر دے اور خدا دکھائی دینے لگے۔ یہ ہے صلوٰۃ کی حقیقت اور اس کی حکمت

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۲ اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۹ ہش ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز اور رُوح پرور خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:۔

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُھُمْ کَسَرَابٍۭ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَہٗ لَمْ یَجِدْہُ شَیْئًا وَّوَجَدَ اللّٰہَ عِنْدَہٗ فَوَفّٰىہُ حِسَابَہٗ ۭ وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰىھَا ۭ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

(سورۃ النور: آیات ۴۰-۴۱)

خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَۃَ اَزْوَاجٍ ۭ یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَہُ الْمُلْکُ ۭ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ۝

(سورۃ الزمر: آیت ۷)

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا:۔

گزشتہ جمعہ پر میں نے کچھ حجابات کا ذکر کیا تھا کہ انسان اپنی زندگی مختلف قسم کے پردوں میں بسر کر کے ضائع کر دیتا ہے۔ میرے ذہن میں اس وقت قرآن کریم کی یہ چند آیات تھیں جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اور خیال تھا کہ وقت ہوتا تو میں ان حجابات، ان پردوں سے متعلق کچھ مزید وضاحت کرتا لیکن ایک ہی خطبے میں چونکہ یہ ممکن نہیں تھا اس لئے میں نے اس مضمون کو آج کے اس خطبے کے لئے بچا رکھا۔

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں سے پہلی دو آیات سورۃ النور کی ہیں چالیسویں اور اکتالیسویں۔ اور دوسری آیت سورۃ الزمر کی ساتویں آیت ہے۔ پہلی آیات میں قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسے سراب کی سی ہے جو بِقِیْعَۃٍ یعنی ایک کھلے چٹیل میدان میں پیدا ہوتا ہے۔ پیاسا اس کو پانی تصور کرتا ہے حَتّٰٓی اِذَا جَآءَہٗ لَمْ یَجِدْہُ شَیْئًا۔ یہاں تک کہ جب اس کی طرف سعی کرتا ہوا، اس کی طرف دوڑتا ہوا اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں وہ پانی سمجھ رہا تھا کہ پانی واقعہ ہے تو وہاں کچھ بھی نہیں پاتا۔

وَوَجَدَ اللّٰہَ عِنْدَہٗ

ہاں خدا کو اس جگہ پاتا ہے۔ فَوَفّٰىہُ حِسَابَہٗ۔ اور وہ اس کو اس کا پورا پورا حساب دیتا ہے۔ وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ اَوْ کَظُلُمٰتٍ یا اُن اندھیروں کی طرح، فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ۔ جو ایک بڑے ہی پُرجوش گہرے سمندر میں پیدا ہوتے ہیں یَّغْشٰىہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ۔ اُن کو موج کے بعد ایک اور موج ڈھانپ لیتی ہے۔ مِنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ اور اس کے اُوپر بادلوں کا سایہ ہوتا ہے یعنی سورج کی روشنی بھی براہ راست اس سمندر تک نہیں پہنچتی۔ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ۔ یہ ایسے اندھیرے ہیں کہ ایک کے اُوپر دوسرے اندھیروں کی لہریں ہیں، دوسرے اندھیروں کے سائے اور پردے ہیں۔ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰىھَا۔ اور ظلمت اتنی گہری ہوتی ہے کہ اگر وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اپنا ہاتھ دیکھنا چاہے تو اسے بھی دیکھ نہ سکے۔ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا۔ جس کے لئے خدا تعالیٰ نور پیدا نہ فرمائے فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ اُس کے لئے کوئی نور نہیں ہے۔

اِن آیات سے ملتے جلتے مضامین ایک دوسری آیت میں بیان ہوئے ہیں اور جس طرح یہاں بھی تین اندھیروں کا ذکر ہے وہاں بھی تین اندھیروں کا ذکر ہے لیکن وہ مضمون بظاہر اس سے بالکل الگ مقام پر واقعہ ہے اور سرسری نظر سے اِن دونوں کا تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ دوسری آیت یعنی سورۃ الزمر کی ساتویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ

تمہیں خدا نے ایک ہی جان سے پیدا فرمایا۔ پھر اسی جان سے تمہارا جوڑا بھی بنایا اور تمہارے لئے آٹھ جوڑے اَنعام میں سے پیدا فرمائے۔ یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ۔ وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کرتا ہے۔ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ۔ ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش کی صورت میں، فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ تین اندھیروں میں، ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ۔ یہ ہے تمہارا رب، لَہُ الْمُلْکُ وہی مالک ہے، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اسی کی ہر چیز ملکیت ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ پھر تم کہاں اُلٹے پھر رہے ہو۔ کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو۔ کس طرف لوٹ کر جاؤ گے خدا سے ہٹ کر۔

یہاں دوسرے حصے میں تو تین اندھیروں کا ذکر تین کہہ کر فرمایا اور پہلی آیات میں تین اندھیرے بیان فرمائے لیکن لفظ تین وہاں بیان نہیں فرمایا۔ اِن دونوں کو اگر آپ غور سے پڑھیں تو ایک آیت

یہ مضمون سے دوسری آیات کے مضمون کو سمجھنے میں بڑی سہولت ملتی ہے، آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن مناسب ہے پہلے میں یہ دوسری آیت جو بعد میں پڑھی ہے اس کے متعلق کچھ کہتا ہوں۔ قرآن کریم نے ماں کے پیٹ میں بچے کا اندھیروں میں پیدا ہونے کا جو ذکر فرمایا ہے اس سے مختلف مفسرین نے مختلف اندھیروں کے متعلق کچھ بیان کیا ہے لیکن ان سے مراد صرف وہ ظاہری اندھیرے نہیں ہیں جو ماں کے پیٹ میں تہہ بہ تہہ پائے جاتے ہیں بلکہ خلقاً من بعد خلق میں ایک اور مضمون بیان فرمایا اور وہ انسانی زندگی کے ارتقاء کا مضمون ہے۔ انسانی زندگی تین بڑے ادوار میں ارتقاء پذیر ہوئی ہے ایک وہ جو قرآن کریم کے بیان کے مطابق "نباتا" کا دور تھا۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں نبات کی طرح اگایا۔ یعنی جب انسان ابھی نباتاتی دور میں تھا اور حیوانی زندگی میں داخل نہیں ہوا تھا۔ دوسرا دور ہے: حیوانی زندگی کا دور۔ اور تیسرا ارتقاء ہے انسانی زندگی کا ارتقاء اور جب تک خدا تعالیٰ نے اپنی روح آدم میں نہیں پھونکی، باوجود اس کے کہ اس سے پہلے آدم پیدا ہو چکا تھا اسے نور نصیب نہیں ہوا اور مذہب کے آغاز سے قبل کی انسانی زندگی بھی اندھیروں میں بسر ہو رہی تھی۔ پس دراصل تو یہ ایک بہت ہی گہرا اور وسیع مضمون ہے جس میں خلقاً من بعد خلق کہہ کر ہمیں تو یہ دکھائی گئی کہ جن اندھیروں کا ہم بنیادی طور پر ذکر کر رہے ہیں۔ یہ تمام زندگی کے ہر دور پر پھیلے پڑے ہیں اور

تین ادوار میں بٹے ہوئے ہیں۔

ان پر غور کرو گے تو اس سے تمہیں بہت سی روشنی نصیب ہوگی اور تمہیں یہ علم ہو جائے گا کہ جب تک خدا کی طرف سے انسان پر آسمان سے نور نازل نہیں ہوا اس سے پہلے کی تمام زندگی کلیۃً بے معنی اور بے حقیقت اور اندھیروں میں بسر ہونے والی زندگی تھی۔

اس کا دوسرا معنی ظاہری طور پر یہ ہے کہ ماں کا ایک جسم ہے جس نے رحم کو گھیرا ہوا ہے اور ماں کا رحم خود ایک پردہ ہے لیکن اس جسم کی دبیز تہہ کے اندر چھپا ہوا ہے اور باہر کی دنیا سے اس رحم کا تعلق کاٹ دیتا ہے پھر رحم خود ایک پردہ ہے جو اس PLASENTA اور جسم کے درمیان حائل ہے جس کے اندر بچہ بنتا ہے PLASENTA اس تھیلی کو کہا جاتا ہے جس کے اندر بچے کی پرورش ہوتی ہے وہ براہ راست رحم میں پرورش نہیں پاتا بلکہ اس کا ایک حصہ رحم سے پیوستہ ہو کر رحم کی وساطت سے ماں سے فیض پا رہا ہوتا ہے اور پھر تیسرا پردہ اس PLASENTA کا ہے۔ اس PLASENTA کے اندر بچہ بہت سے بد اثرات سے محفوظ رہتا ہے جو رحم سے براہ راست اس کو پہنچ سکتے تھے اور یہ ایک بہت ہی دلچسپ نیا مضمون ہے جس پر سائنس آجکل بہت تحقیق کر رہی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے بچے کو خود اس کی ماں کے جسم اور رحم سے محفوظ رکھا ہوا ہے اور کیوں PLASENTA میں لپٹا ہوا ہے لیکن جہاں تک پردے کا تعلق ہے یہ بہرحال پردہ ہے۔ ان تین پردوں کے اندر بچے کی زندگی تمام نوروں سے براہ راست تعلق نہیں رکھتی بلکہ بالواسطہ تعلق رکھتی ہے اور کٹی رہتی ہے رحم کے اندر PLASENTA کے اندر جو بچہ ہے وہ

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ

کی کیفیت رکھتا ہے نہ وہ براہ راست سن سکتا ہے نہ بول سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے اور کلیۃً تین اندھیروں میں لپٹا ہوا پڑا ہے۔ وہاں جو فیض خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے دنیا سے پاتی ہے وہ فیض رحم میں منتقل ہوتا ہے۔ رحم جو فیض PLASENTA کو بخشتا ہے اس سے بچہ فیض پاتا ہے۔ اور ہر طرح سے وہ لینے والا ہے عطا کرنے والا نہیں یعنی یہ وہ زندگی ہے کہ جو تین اندھیروں میں لپٹی ہوئی ہے اس کی آخری شکل یہ بنتی ہے کہ وہ ہر طرف سے فیض پا رہی ہے اور فیض دے نہیں سکتی اور براہ راست کچھ بھی کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی نہ سن سکتا ہے نہ دیکھ سکتی ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ کی سی کیفیت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ایسی صورت میں اس میں اپنی روح پھونکتے ہیں اور جب روح پھونکتے ہیں تو وہ سمیع بصیر بن جاتا ہے۔

جہاں تک سائنسی تحقیق کا تعلق ہے غالباً چوتھے یا پانچویں مہینے کے درمیان ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ اچانک بچے میں زندگی پڑ جاتی ہے۔ آجکل تمام دنیا میں ابارشن (ABORTION) کے متعلق جو بحثیں ہو رہی ہیں کہ کس حد تک وضع حمل وقت سے پہلے کرانا جائز ہے یا نہیں ہے۔ ابارشن (ABORTION) کا ترجمہ میں نہیں جانتا لیکن بہرحال آپ جانتے ہیں لفظ ABORTION کافی مشہور و معروف ہے۔ (کچھ توقف کے بعد حضور نے ابارشن کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا) اسقاط حمل کس حد تک جائز ہے اور کب جائز ہے؟ تو آخری رجحان جو ہے وہ یہی ہے کہ جب تک بچے میں زندگی نہ پڑے اس وقت تک کوئی بڑی اخلاقی روک اسقاط حمل کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن جب زندگی پڑ جائے تو اس کے بعد اس کا اپنا ایک الگ وجود بن جاتا ہے۔ پھر جب تک ڈاکٹری یا طبی رائے کے مطابق ماں کو خطرہ درپیش نہ ہو اس وقت تک بچے کو گرانا مناسب نہیں۔ یا جائز نہیں۔ تو یہ وہ موقعہ ہے جسے ہم

"نفخ روح"

کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بچے میں جنین میں روح پھونکی جاتی ہے وہ دوسرے اندھیرے جن کا اسی آیت میں ذکر ہے جو انسانی زندگی کے ارتقاء پر پھیلے ہوئے ہیں ان میں بھی یہی بات اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ جب تک ہم نے آدم کو ٹھیک ٹھاک کر کے یعنی بنا لیا' درست کر لیا۔ جب تک اس میں روح نہیں پھونکی فرشتوں کو اس کی اطاعت کا حکم نہیں دیا۔ جب ہم نے اس میں روح پھونکی تو پھر ایک خلق آخر بن گیا۔ ایک نئے وجود کے طور پر وہ ظاہر ہوا۔

پس دونوں اندھیروں کو روشنی میں تبدیل کرنے کے لئے "نفخ روح" کی ضرورت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذاتی طور پر ایک الہامی کیفیت کے نازل ہونے کی ضرورت ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کس قسم کی ہے بچے کی صورت میں لیکن لازماً ایک حکم آتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے اس سوال کے جواب میں کہ روح کیا چیز ہے؟ فرمایا: کہہ دے کہ یہ امر ربی ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت بیان نہیں ہو سکتی۔ جب تک یہ امر نازل نہ ہو اس وقت تک کوئی چیز زندہ نہیں ہو سکتی تو یہ جو اندھیرے ہیں ان میں سب سے زیادہ خطرناک اندھیرا وہ آخری ہے جس میں انسان کچھ بھی باہر سے براہ راست حاصل نہیں کر سکتا' نہ دیکھنے کی' نہ سننے کی طاقت' نہ بولنے کی' کلیۃً ایک قسم کی فیض سے عاری اور کلیۃً دوسروں کے فیض پر انحصار پانے والی زندگی بسر کر رہا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے نفخ روح ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی بچہ اچانک تم دیکھتے ہو کہ سمیعاً بصیراً ہو جاتا ہے۔ سننے والا اور دیکھنے والا بن جاتا ہے۔

یہاں بولنے کا ذکر نہیں فرمایا

اس کی وجہ یہ ہے کہ بولنے کا انحصار دراصل سننے پر ہے اور باہر کی دنیا سے فیض پانے کے دراصل دو رستے ہیں۔ سننا اور دیکھنا۔ یہی سب سے اہم رستے ہیں۔ بولنا ان کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے دراصل بولنے کا لفظ ان کے اندر شامل ہے۔ تو چونکہ پیدائش کے معاً بعد بچہ بولنے نہیں لگتا۔ لیکن فوراً دیکھنے اور سننے لگ جاتا ہے اس لئے قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا یہ بھی کمال ہے کہ یہ نہیں فرمایا کہ وہ اچانک بولنے لگ جاتا ہے۔ بلکہ فرمایا کہ وہ دیکھنے اور سننے لگ جاتا ہے یعنی بولنے کے لئے تیاری شروع ہو جاتی ہے اور جو علم وہ پاتا ہے اس کے بیان کی قدرت پھر اس کو انہیں دو ذریعوں سے نصیب ہوتی ہے تو یہ تین اندھیرے ہیں جو بہت اختصار کے ساتھ میں نے بیان کیے اور خود ماں کے اندر بچے کی مثال کے ذریعے ہم پر واضح فرمائے گئے۔

اب ہم پہلی دو آیات کی طرف آتے ہیں کہ ان میں کیا مضمون بیان ہوا ہے

اور وہ اندھیرے ہماری زندگی پر کس طرح اطلاق پاتے ہیں اور ہیں کیا؟ پہلی آیت میں تو ایسے کفار کی مثال دی گئی ہے جو کلیۃً مذہب سے بے تعلق اور خالصۃً دُنیادار ہیں۔ ان کو نہ خدا کا کچھ پتہ، نہ کسی مذہب کا پتہ۔ ان کی زندگی یہی دنیا اور اسی کی لذات کی پیروی ہے اور اس کے سوا اُن کے لئے اور کچھ بھی نہیں۔ تمام کائنات گویا کہ اُن کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ صرف وہ چیزیں معنی اختیار کر جاتی ہیں جو اُن کو لذت دینے میں کسی طرح ممد بنتی ہیں یا براہِ راست ان کو لذت پہنچاتی ہیں۔
پس ان کی ساری زندگی لذتوں کی پیروی میں بسر ہو جاتی ہے اور جو لذتیں اُنہوں نے اپنے تصور سے، اپنے ذہن کے نقشے میں ایسی بنائی ہوئی ہوتی ہیں کہ ان کو حاصل کرنے کے بعد ان کی پیاس بجھ جائے گی، ان کو چین نصیب ہو جائے گا۔ بلا استثناء جب بھی یہ اُن لذتوں کو حاصل کرتے ہیں تو وہ پیاس بجھانے میں کامیاب نہیں ہوتیں بلکہ ایک اور پیاس بھڑکا دیتی ہیں اور سراب کی طرح آگے آگے بھاگتی رہتی ہیں یہاں تک کہ آخری وقت پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس لمبے سفر کو مختصراً یُوں بیان فرما دیا کہ

سراب کی طرح ان کے اعمال ہیں

اور سراب کے متعلق ہم سب جانتے ہیں کہ پیاسا صرف ایک مقام کو نظر میں رکھ کر وہاں تک نہیں پہنچا کرتا بلکہ سراب اس سے آگے بھاگتا رہتا ہے اور وہ اس کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے یہاں تک کہ موت کا وقت آجائے۔

پس قرآن کریم نے اس لمبے مضمون کو اس طرح مختصر کر دیا کہ آغازِ سفر اور مقصدِ سفر بیان فرما دیا اور پھر انجامِ سفر بیان فرما دیا۔ فرمایا کہ پھر تم جانتے ہی ہو کہ اُسے کوئی پانی نہیں ملتا اور اس کا زندگی کا آخری حساب، پیاس کی حالت میں مرنا ہے۔ اگرچہ یہ سفر بہت لمبا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔ اللہ تعالیٰ بہت تیز حساب کرنے والا ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی بعض دفعہ لمبی زندگیاں ہیں جو دُنیا کی لذتوں کے حصول میں صرف ہو جاتی ہیں اور اُس وقت حساب نہیں ہوتا تو اس سے ایک تو ہمیں یہ سمجھ آئی کہ سریعُ الحساب، کا وہ مطلب نہیں ہے جو ہم سمجھتے ہیں کہ ابھی گناہ کیا اور ابھی پکڑا گیا۔ کیونکہ سراب کی پیروی کرنے والا جب تک سراب تک نہ پہنچ جائے یعنی اُس مقام تک جس کے بعد آگے سفر ختم ہو جاتا ہے تو اُس وقت تک اُس کا حساب پُورا چکایا نہیں جاتا لیکن دوسرا مضمون اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ اگرچہ آخری حساب سفر کے آخر پر چکایا جاتا ہے لیکن ایک مسلسل حساب ہے جو ساتھ کے ساتھ جاری ہے اور اِن معنوں میں اللہ تعالیٰ سریع الحساب ہے یعنی یہ نہ سمجھیں کہ جب وہ موت کے آخری کنارے پر پہنچ کر پیاس سے مر رہا ہے تو اس وقت اس پر سریع الحساب ظاہر ہوا ہے۔ بلکہ پیاسا جب پانی کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے اور پانی سمجھ کر ایک مثیل میدان کی طرف بھاگتا، رہا ہوتا ہے تو اس کا ہر قدم اُس کا حساب چکا رہا ہوتا ہے۔

ہر قدم دوریٔ منزل ہے نمایاں مجھ سے ؛ میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے

غالب نے جو یہ مضمون بیان فرمایا ہے اس سے آپ کو "سریع الحساب" سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔ پس سراب ہی کا نقشہ ہے جو غالب نے کھینچا ہے۔ کہتا ہے ؏

ہر قدم دوریٔ منزل ہے نمایاں مجھ سے

مجھ سے دوریٔ منزل اُس وقت ظاہر نہیں ہوتی جب میں آخر پر پہنچتا ہوں اور کچھ نہیں پاتا بلکہ ہر قدم پہلے سے زیادہ دوبھر اور مشکل ہوتا چلا جاتا ہے اور میری تکلیف کا احساس بڑھتا چلا جاتا ہے۔ آخر پر پھر یہ بات کھلتی ہے کہ میں محض ایک سراب کی پیروی کر رہا تھا اور کچھ بھی نہیں تھا جس کی خاطر میں لا حاصل دوڑتا۔ پس سریع الحساب کا ایک تو ہمیں یہ اشارہ مل گیا کہ بہت سی باتوں میں خدا تعالیٰ کے سریع الحساب ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اِدھر گناہ کیا اُدھر پکڑے گئے۔ لیکن جھوٹی لذتوں کی پیروی کرنے والوں کے لئے سریع الحساب کا یہ بھی معنی ہے کہ ہمیشہ ایک محرومی کا احساس ہے جو اُن کے ساتھ لگا رہتا ہے، جو اُن کی جان کو گھیرا رہتا ہے اور کبھی بھی وہ تسکینِ قلب و جاں پا نہیں سکتے۔ اس کے بعد پھر اُن ظلمات کا ذکر فرمایا جن کی خاطر میں نے ان آیات کی تلاوت کی۔ یعنی وہ بیان کرنا مقصود تھیں۔ فرمایا:

فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ ۔

سراب کی زندگی سے مراد خالص دُنیاداری کی زندگی ہے اور قرآن کریم کے محاورے سے پتہ چلتا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ یعنی خشکی میں بھی فساد ہو گیا اور بحر میں بھی فساد ہو گیا۔ خشکی کا فساد اُن دُنیاداروں کا فساد ہے جو مذہب سے بے تعلق ہوتے ہیں اور تری کا فساد وہ فساد ہے جو مذاہب میں برپا ہو جاتا ہے۔ مذاہب میں پیدا ہوتا ہے اور اُن کو گندا کر دیتا ہے اور روشنیوں کو اندھیرے میں بدل دیتا ہے۔ یہ وہ مذاہب ہیں جو کبھی خدا کی طرف سے تھے لیکن بعد میں بندوں نے اپنا تعلق خدا کے نُور سے کاٹ لیا اور پھر دن بدن اِن مذاہب کے اندھیرے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اُن کے نتیجے میں بظاہر مذہبی لوگ ہیں لیکن ان کی ساری زندگی اندھیروں میں صرف ہوتی ہے۔ پس اچانک سراب سے سمندر کی طرف منتقل ہونا اور بظاہر مضمون بدل دینا یہ عجیب قرآن کریم کی شان ہے۔ لیکن ذرا گہری نظر سے آپ دیکھیں تو درحقیقت ایک ہی مضمون کے دو پہلو ہیں اور اِن دونوں مضامین کا قرآن کریم کی ایک اور آیت سے تعلق ہے جیسا کہ میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ پہلا فساد "برّ" کا تھا جو پہلی آیت میں کھول کر بیان فرمایا گیا اور دوسرا فساد "بحر" کا فساد ہے جس کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے تو ایسی صورت میں اندھیروں کی کئی شکلیں ہیں۔ آخری شکل وہی ہے جیسے ماں کے پیٹ میں جنین کی جو PLASENTA میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ ایسا مذہبی انسان جو کلیۃً اندھا ہو بظاہر مذہب سے تعلق ہو لیکن سوائے نفسانیت کے اس میں کچھ بھی نہ ہو، مذہب اس کے لئے فیض پہنچانے کا ذریعہ تو ہو۔ مذہب اس کو اس بات پر آمادہ نہ کر سکے کہ دوسروں کو فیض پہنچا سکے گویا خدا اور اس کی ساری کائنات سب کچھ اس کی خاطر قائم ہیں جب تک ان باتوں کا فیض اس تک پہنچتا ہے اس کا تعلق قائم ہے جب فیض بند ہو گیا تو وہ اپنا تعلق توڑ لے گا اور اس کے سوا اس کو کوئی نورِ بصیرت حاصل نہیں۔ کوئی سماعت کی طاقت حاصل نہیں۔ ایسے لوگوں کا ذکر قرآن کریم نے اور بھی کئی جگہ فرمایا کہ وہ خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق رکھتے ہیں کہ

جب تک خدا کا دینے کا ہاتھ دیتا رہے اُن کا تعلق ہے

اگر دینے کا ہاتھ رُک گیا تو وہ آگ کے کنارے پر کھڑے ہیں وہیں گر جائیں گے اور بھسم ہو جائیں گے ـــــ ان کی زندگی اِس بات پر مشروط ہوتی ہے اور یہ صرف براہِ راست خدا سے تعلق میں نہیں بلکہ مذہبی جماعتوں سے تعلق میں بھی ان کا یہی طرزِ فکر ہے جو ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ایک احمدی ہے اگر نظامِ جماعت سے اس کو فیض پہنچ رہا ہے تو وہ تعلق رکھ رہا ہے اور جہاں کسی موقعہ پر نظام نے فیض نہیں دیا یا فیض تو وہ دیتا ہے لیکن نظام کے فیض کی تعریف اور ہے اور اس کے فیض کی تعریف اور ہے۔ وہیں وہ کھڑا ہو جائے گا اور الٹ کر دیکھے گا نظریں ملا کر اور اس کی نظروں میں کوئی شرم کوئی حیا، کوئی ادب نہیں ہوگی کہ یہ جماعت ہے۔ مجھے اس کی ضرورت تھی اور تم لوگ میرے کام نہیں آئے۔ جاؤ جہنم میں۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ تو ایسے بچے ماں کا جنین سے یہ تعلق رہتا ہے ذرا بھی جنین ان کو خوراک دینی بند کر دے تو وہ مر جاتے ہیں۔ اور ظاہری تعلق بھی توڑ لیتے ہیں۔ اور فساد بن جاتے ہیں۔ اگر وہ زیادہ دیر جسم میں رہیں تو جسم کو بھی

گندا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے جسم ان کو نکال کے باہر پھینک دیتا ہے۔

پس خدا کو براہِ راست مخاطب کرکے یہ کہنے والے لوگ تو کم ہوں گے یعنی مذہبی دنیا میں۔ غیر مذہبی دنیا میں تو ان کو پرواہ ہی کوئی نہیں کہ خدا ہے یا نہیں ہے، لیکن نظامِ جماعت سے یا مذہبی نظام جو بھی ہو اس سے تعلق میں یہ لوگ خواہ وہ عیسائیت ہو یا کوئی اور مذہب ہو، ہمیشہ نفسانیت کو اتنا اونچا مقام دیتے ہیں کہ مذہب سے تعلق صرف فیض پانے کا ہے، فیض دینے کا کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ آپ کو لاکھوں کروڑوں عیسائی بھی ایسے ملیں گے جو فیض کی خاطر عیسائی ہوئے جب تک ان کو AID ملتی ہے جب تک ان کو فیض پہنچتا رہتا ہے وہ عیسائی بنے رہتے ہیں۔ جہاں وہ فیض ختم ہوا، انہوں نے عیسائیت سے تعلق توڑ لیا۔ تو یہ وہ آخری اندھیرا ہے اور اس کی بہت سی صورتیں ہیں۔ میں نے صرف ایک مثال دی ہے کیونکہ یہ مضمون بہت وسیع ہو جائیگا اس کو آپ اپنے طور پر سوچ کر اپنی زندگی کی مختلف حالتوں پر اطلاق کرکے دیکھ سکتے ہیں۔ جب میں کہتا ہوں اپنی زندگی کی مختلف حالتوں پر تو میری مراد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک ہم میں سے ہر ایک اسی حالت میں ہے اور وہ پہچان سکتا ہے کہ میں اسی حالت میں زندگی بسر کر رہا ہوں بلکہ میری مراد یہ ہے کہ

ان مثالوں کا سو فیصدی اطلاق نہیں ہوا کرتا ہر انسان پر

یہ مثالیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی نہ کسی حد تک، کسی نہ کسی شخص سے کوئی تعلق رکھتی ہیں۔ بعضوں سے زیادہ اور بعضوں سے کم۔ بعضوں کی حالت، میں جنین کی کیفیت بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ اور سمیعًا بصیرًا کی کیفیت زیادہ ہوتی ہے۔ بعضوں کی حالت میں جنین کی کیفیت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ موت کے مشابہ ہوتی ہے۔ لیکن ہم میں سے ہر شخص ان کیفیات سے گزرا ہوا ہے۔ کیونکہ جنین کی مثال میں خدا تعالیٰ نے ایک اور بہت ہی عظیم الشان حکمت کی بات یہ بیان فرمادی ہے کہ جنین میں غور کرو کہ ہم تمہیں کیسے مختلف شکلیں دیتے ہیں۔ اور یہ جو سوال اٹھایا گیا اس نے تمام EVOLUTION تمام دورِ ارتقاء کے ہر حصے پر روشنی ڈال دی۔ کیونکہ سائنس دانوں نے یہ دریافت کیا کہ خدا تعالیٰ رحم میں جنین کو ہر اُس شکل سے گزارتا ہے جس شکل سے کبھی زندگی گزری ہے اور زندگی کے ہر حصے کی کوئی نہ کوئی مشابہت بچے کی پیدائش کے آغاز سے لے کر اس کے مکمل ہونے تک ضرور اس کی زندگی کی نشو ونما کے کسی حصے میں ملتی ہے۔

پس

سلوک کی اعلیٰ سے اعلیٰ راہیں طے کرنے والا بھی

ان باتوں سے واقف ضرور ہوتا ہے خواہ وہ کتنے بلند مقام پر ہو۔ بعضوں کے سفر کامیابی سے طے ہوتے ہیں۔ ہر ابتلاء سے وہ کامیابی سے گزر جاتے ہیں۔ بعض ٹھوکریں کھا کر آگے بڑھتے ہیں بعض کچھ دیر اندھیروں میں بسر کرکے پھر خدا سے توفیق پاتے ہیں کہ پردے پھاڑ کر آگے نکلیں۔ مگر آپ اگر اپنے حال پر ان باتوں کا اطلاق کرکے دیکھیں تو یہ مضمون جو جنین والا ہے آپ کے لئے روشنی لے کر آئے گا اور آپ کو اندھیروں سے نکالنے والا بنے گا۔ اور آپ اپنی کیفیتوں کا بہتر تجزیہ کرنے کے اہل بن جائیں گے۔ پس خود غرضی کی انتہاء کا جنینی کیفیت ہے جس میں انسان کلیۃً فیض پانے والا ہے اور یہ وہ پردہ ہے جو عقل اور دل اور روحانیت کو بالکل اندھا کر دیا کرتا ہے۔ خود غرضی اور نفسانیت کی آخری شکل وہ ہے جو بڑے سے بڑے عالم کو کلیۃً جاہلانہ حرکتوں پر مجبور کر دیا کرتی ہے۔ بڑے سے بڑے فلسفہ دان، بڑے سے بڑے سیاستدان کو جب خود غرضی کی بیماری لاحق ہو تو جہاں وہ لاحق ہوتی ہے وہاں اس کا اندھا پن ظاہر ہو جاتا ہے وہاں نہ وہ سمیع رہتا ہے نہ بصیر رہتا ہے۔ سن بھی نہیں سکتا، دیکھ بھی نہیں سکتا۔ اب یہ بھی ایک مثال ہے جو آجکل کے حالات پر صادق آرہی ہے۔ آپ مغربی دنیا کے بڑے بڑے عظیم الشان روشن دماغ تعلیم یافتہ سیاستدانوں کے حال پر غور کریں۔

جہاں خود غرضی لاحق ہوئی وہاں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔

فوراً اندھے بھی ہو جاتے ہیں اور بہرے بھی ہو جاتے ہیں اور جو بولتے ہیں وہ اندھے اور بہروں کی طرح گونگوں کی طرح کی باتیں ہوتی ہیں۔ جو شخص اندھا اور بہرا بھی ہو وہ جو بات کرے گا تو گونگا ہوگا اور اوّل درجے کا گونگا ہوگا۔ وہ سوائے غوغا کے اور شور کے اور اس کو کچھ بھی سمجھ نہیں آسکتی۔ کیونکہ گونگوں کی بھی قسمیں ہیں۔ اکثر تو خدا کے فضل سے دیکھ بھی سکتے ہیں اس لئے وہ ہونٹوں سے اندازے لگا کر بات کچھ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ لوگوں کے تأثرات دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ ان کی آواز کیسی بد زیب ہے اور بد نما ہے اور کیا کیا اس میں کمزوریاں ہیں جو چہروں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ تأثرات کی شکل میں تو ایسے گونگے جو ذہین ہوں وہ پھر ایسی آوازیں نہیں نکالتے جس پہ لوگ ہنستے ہوں، جس پر لوگ برا مناتے ہوں۔ جن کے بداثرات لوگوں کے چہروں پر ظاہر ہو رہے ہوں لیکن یہ گونگے اور بہرے جو عقل کے گونگے اور بہرے بن جاتے ہیں۔ نہ عقل کی بات سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں۔ ان کی باتیں بالکل شور و غوغا ہیں۔ مکروہ سنائی دینے والی باتیں اور ان کے اندر کوئی مغز نہیں رہتا، کوئی حکمت نہیں رہتی، کوئی بنی نوع انسان کے فائدے کی بات نہیں رہتی تو انسان اندھیروں میں سے ہمیشہ کے لئے نکل کر ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ جہاں روشنی ہی روشنی ہو یہ سوائے خدا سے تعلق کے نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور پھر آگے اس میں بھی درجے ہیں لیکن باقی سب جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی پہلو سے جنین کی کوئی حالت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس مضمون پر غور کرکے

اگر آپ اپنی زندگی کا تجزیہ کریں

تو اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرما سکتا ہے کہ آپ اپنے لئے بہتر لائحہ عمل بنا سکیں۔ (آگے مسلسل صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

قادیان کے گوردواروں میں ایک احمدی گیانی کی تقاریر

امسال قادیان میں سری بابا نانک جی کے گورپرب پر مکرم چوہدری محمد حسین صاحب گیانی چیمہ نے مختلف گوردواروں میں پُر اثر تقاریر کیں۔ آنمکرم کچھ عرصہ کے لئے لنڈن سے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لائے ہوئے ہیں۔

آپ نے اپنی ۷۴ سالہ عمر میں لنڈن سے پنجابی اڈوانس لیول کا امتحان درجہ دوم میں پاس کیا جو یہاں کی یونیورسٹیوں کے گیانی کی ڈگری کا درجہ رکھتا ہے۔

مکرم چیمہ صاحب نے اپنی ان تقاریر میں جماعت احمدیہ کے تعارف کے علاوہ اسلام اور سری نانک جی کی تعلیمات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، باباجی کی سوانح حیات، مسلمانوں سے قریبی تعلقات، غریبوں اور مسکینوں سے ہمدردی اور آپسی پیار و محبت جیسے اہم امور کا تذکرہ فرمایا جس کا سامعین نے اچھا اثر لیا (رپورٹ مرتبہ گیانی عبداللطیف صاحب نمائندہ بدر)

دوسرے پردے ... کی مثال جب ہم اس آیت پر چسپاں کرتے ہیں تو وہ ایسے انسان کی سی ہے جو خدا کی نظر میں نہیں رہتا لیکن بندوں کی نظر میں آجاتا ہے اور بندوں کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور بندوں کو سننے بھی لگ جاتا ہے اس کے بنی نوع انسان سے تعلقات قائم ہو جاتے ہیں۔ وہ جنین کے پردے سے باہر آکر ایک اور قسم کے پردے میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کا ہر فعل دو پہلو رکھتا ہے۔ یا وہ بنی نوع انسان سے خوف کھا رہا ہے اور یا وہ بنی نوع انسان کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ خدا اسکی نظر میں کوئی ایسی اہمیت نہیں رہتا کہ اپنے افعال کو اور اپنے اعمال کو خدا کی رضا کی خاطر ڈھالے اور خدا کی رضا کے تابع کرے چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو کثرت سے مختلف آیات میں بیان فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لوگ جو نیک عمل کرتے ہیں وہ ریاء کی خاطر کرتے ہیں یہاں تک کہ سب سے بڑا نیک عمل یعنی عبادت اس میں بھی ریاء داخل ہو جاتی ہے گویا یہ سمندر کی دونوں موجوں سے باہر تو آ گئے لیکن سحاب کا سایہ ابھی ان کے اوپر پڑا ہوا ہے یعنی سمندر کی موجوں سے باہر بھی آ جائے اور اگر گہرے بادل چھائے ہوئے ہوں تو کچھ سجھائی نہیں دیتا تو ان کا جو کچھ بھی تھوڑا بہت دھندلا نظر آتا ہے اس کا آسمان سے تعلق نہیں ہوتا وہ اپنے ماحول اور چھوٹے سے مختصر دائرے کے ماحول میں دکھائی دینے والی چیزیں ہیں اور انہیں کی خاطر انسان زندہ رہتا ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

(سورۃ الماعون آیات ۵ تا ۸)

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۔ ہلاکت ہو مصلیوں کے لئے۔ یہاں مصلی سے مراد پنجابی والے مصلی نہیں۔ مصلین یعنی نماز پڑھنے والے۔ دیکھیں کلام الٰہی کی شان۔ نماز پڑھنے والوں پر لعنت ڈال رہا ہے۔ لیکن کون سے نماز پڑھنے والے الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ: وہ اپنی نماز کی کنہہ سے غافل ہوتے ہیں اس کی حکمتوں اور اس کی روح سے غافل ہوتے ہیں۔ یعنی نماز کی حکمت اور کنہہ تو یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف انسان کو لیجائے اور خدا کے ساتھ تعلق قائم کردے اور خدا دکھائی دینے لگے اور خدا کی خاطر نماز پڑھ رہا ہو۔ یہ ہے صلوٰۃ کی حقیقت اور اس کی حکمت۔

عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ کا مطلب یہ ہے

کہ وہ نماز کی حقیقت سے غافل ہوتے ہیں لیکن خلاء تو دنیا میں کوئی نہیں ہے جب ایک حقیقت ایک جگہ کو چھوڑتی ہے تو اس کی جگہ ایک جھوٹی بات اس حقیقت کے خلاء کو پُر کرنے کے لئے آجاتی ہے۔ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ہر فعل انسان کے لئے کوئی مقصد چاہتا ہے۔ کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ کوئی MOTIVE FORCE کام کرنے کے لئے طاقت کا ذخیرہ ہونا چاہیئے فرمایا اُن کی MOTIVE FORCE بدل جاتی ہے۔ خدا کی خاطر نماز نہیں پڑھتے۔ دکھاوے کی خاطر، بنی نوع انسان کو بتانے کی خاطر کہ ہم کتنے بزرگ ہیں اور داڑھیاں بڑھائیں گے اور ایسی ایسی جگہوں پر، مواقع پر جا کر نماز پڑھیں گے کہ جہاں تصویریں کھینچی جا رہی ہوں، کیمرے تیار ہوں ان کی عبادت کے چرچے کرنے کے لئے اخباروں میں تشہیر ہو رہی ہو کہ فلاں وزیر صاحب فلاں جگہ پہنچے اور فلاں جگہ عید کی نماز انہوں نے سرانجام دی۔ اس قسم کے قصے شروع ہو جاتے ہیں لیکن صرف وزیروں پر موقوف نہیں ہے، صرف سیاستدانوں پر موقوف نہیں ہے، زندگی میں بہت سے انسان ایسے ہیں جن کی تصویریں بھی اخباروں میں نہیں آتیں اور چرچے اخباروں میں نہیں چلتے لیکن ان کی عبادتیں ریاء کی وجہ سے بے حقیقت ہو جاتی ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ بے حقیقت ہونے کی وجہ سے ریاء کا شکار ہو جاتی ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دکھاتے ہیں، تو خدا کو نہیں دوسروں کو اور ڈرتے ہیں کسی کی نظر سے تو بنی نوع انسان کی نظر سے ڈرتے ہیں اور میری نظر سے نہیں ڈرتے تو جس کا تعلق سورج سے نہ رہا ہو اور درمیان میں گہرے بادلوں کے پردے حائل ہوں نہ سورج اس کو دیکھ سکتا ہے نہ وہ سورج کو کچھ

دکھا سکتا ہے تو کیسی حسین مثال دی ہے خدا نے نور سے تعلق کاٹنے والے یہ لوگ پھر دنیا کے نوروں سے تعلق جوڑتے ہیں۔ یعنی دنیا کے نور سے مراد ہے جتنی بھی تھوڑی بہت روشنی دراصل سورج سے بالواسطہ دنیا کو نصیب ہوتی ہے۔ اس روشنی میں وہ زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں اور وہی ان کا مرجع اور ماویٰ ہے۔ وہی ان کی زندگی کا ماحصل ہے۔ تو۔

یہ جو دوسرا پردہ ہے یہ بھی بہت خطرناک پردہ ہے

اور بنی نوع انسان کی اکثریت خواہ وہ مذہب سے تعلق رکھتی ہو اور خواہ وہ نفسانیت کی آخری حالت سے باہر آچکی ہو تب بھی اسی حال میں زندگی بسر کر رہی ہوتی ہے کہ اس کے اکثر نیک اعمال کوئی بنی نوع انسان کیساتھ تعلق رکھنے والے مضمرات لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسی مخفی باتیں لئے ہوتے ہیں جن کا تعلق خدا کی ذات سے نہیں ہوتا بلکہ بنی نوع انسان سے ہوتا ہے۔ ان کی خیرات کا بھی زیادہ تر تعلق نفسی اغراض اور ریاء کی اغراض سے ہو جاتا ہے یا نفسی اغراض ان معنوں میں کہ وہ دیتے ہیں کہ تا کہ زیادہ ملے وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۔ اس مضمون کو پیش نظر رکھ کر قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہرگز اس خیال سے احسان نہ کرو کہ تم زیادہ لو اور بعض دفعہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ریاء سے تعلق ہوتا ہے وہ اللہ کے لئے نہیں خرچ کرتے بلکہ دنیا کو دکھانے کی خاطر اور یہ صرف دو مقاصد نہیں ہیں۔ ان کے درمیان بہت ہی باریک باریک منازل یعنی چھوٹی چھوٹی منازل ہیں اور بہت سی مراتب ہیں جو ان کے درمیان واقعہ ہیں اس لئے جب قرآن کریم بعض بڑی بڑی بنیادی باتوں کا ذکر فرماتا ہے۔ تو یہ نہیں ہے کہ وہ باتیں آپس میں جڑی ہوئی ہر لحاظ سے ان کے درمیان چھوٹے فاصلے ہیں اور انسان ایک مقام سے دوسری طرف سفر کرتے ہوئے وقت لیتا ہے لیکن درمیان میں بہت سی منازل حائل ہوتی ہیں کوئی یہاں ٹھہر گیا، کوئی وہاں ٹھہر گیا ہے اور بعض لوگوں کی زندگی تمام تر بنی نوع انسان کے خوف اور بنی نوع انسان کو خوش کرنے کی خاطر مختلف منازل میں گزرتی ہے ان دو باتوں کے درمیان جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مختلف مراتب اور منازل ہیں، الگ الگ مقامات ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خالصتہً بنی نوع انسان سے ڈرنے والا شخص ہے اور یہ خالصتہً بنی نوع انسان کو راضی کرنے والا شخص ہے بلکہ ہر شخص یا اپنی اپنی توفیق کے مطابق کسی حال پر قائم ہوتا ہے۔ کہیں بنی نوع انسان کا خوف اس پر اس حد تک غالب ہو جاتا ہے کہ پوری طرح وہ مشرک بن چکا ہوتا ہے اور خدا اور خدا والوں کا کوئی خوف اور کوئی احترام اس کے دل میں باقی نہیں رہتا اور بہت سے آدمی ایسے ہیں جن کا کچھ حصہ سدا کے خوف کا بھی رہتا ہے۔ اور کچھ حصہ بنی نوع انسان کے خوف کا بھی رہتا ہے اور ان دونوں کے درمیان بہت سے فاصلے ہیں مختلف حالتیں ہیں اور

ہر انسان اگر غور کرے تو اپنی حالت کا تعین کر سکتا ہے

"وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ" والی آیت میں جو مضمون قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے یہی ہے کہ تم اپنے نفس پر بصیرہ تو ضرور ہو۔ ہم نے تمہیں یہ توفیق بخشی ہے۔ چاہو تو اپنے نفس کا ایک خوبصورت اور واضح تجزیہ کر لو کہ بعینہ معلوم کر لو کہ تم کہاں واقع ہو۔ اور تمہاری حالت کہاں ہے کس مقام پر کھڑی ہے۔ لیکن تم عذرداری کے چکر میں پڑے رہتے ہو۔ مصیبت یہ ہے کہ اپنے آپ سے بھی اپنے حالات کو چھپاتے ہو اور اندھیروں کی ایسی حالت میں ہو جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا کہ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا اگر وہ ہاتھ بڑھا کر اس کو دیکھنا چاہے تو دیکھ نہیں سکتا اور اس نہ دیکھنے میں درحقیقت اس کے اندرونی رجحان کا تعلق ہے۔ ایسے اندھیروں میں بسر کرنے والے خواہ وہ اندھیروں کی کسی قسم میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہوں درحقیقت اپنے گناہوں اور اپنی کمزوریوں سے واقف نہیں ہونا چاہتے اور ان سے آنکھیں پھیر لیتے ہیں جب وہ دکھائی دیتے ہیں تو اپنی نظر کو دھندلا لیتے ہیں اور اس کمزور طالب علم کی طرح جو امتحان دینے کے بعد سوچتا ہے کہ شاید میرے استاد کی نظر دھندلا گئی ہو اور یہ غلطی اس نے محسوس نہ کی ہو اک فرق وہ ہمیشہ اپنے متعلق یہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نظر دھندلانے کی امید استاد سے رکھتے ہیں (باقی آئندہ)

زندگی اپنے حالات کو اسی دھندلائی ہوئی نظر سے دیکھتے چلے جاتے ہیں اور کبھی ان کو خیال نہیں آتا کہ آخری ممتحن ہم نہیں ہیں بلکہ

آخری ممتحن تو خدا ہے ۔

پس ایک ایسا وقت آئے گا کہ جب تم اُس مقام پر پہنچو گے جہاں تمہارا حساب چکایا جائے گا وہی روشنی میں زندگی بسر کرنے والا ہے جو اس آخری پردے سے بھی باہر ہو گیا جس کے اوپر کسی قسم کا پردہ نہ ہو اور سورج سے براہ راست فیض پانے والا ہو۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب خدا نور دینے کا فیصلہ کرتا ہے تو جس کو چاہے وہ اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے ایسے شخص کا حال یکدفعہ بدل جاتا ہے۔ اُس کے رجحانات کی کایا پلٹ جاتی ہے ۔ وہ سورج سے صرف فیض نہیں پاتا بلکہ سورج کی طرح فیض پہنچانے والا بن جاتا ہے اور تمام عالم کو فیض پہنچاتا ہے اور اس پر یہ حقیقت روشن ہوتی ہے کہ آخری اندھیرے میں بھی جو فیض اس کو پہنچ رہا تھا وہ دراصل اسی سورج سے پہنچ رہا تھا۔ یہ وہ عرفان کا آخری مقام ہے جس کے بعد اور باریک تر مقامات ہیں مگر ظاہری نظر کے لحاظ سے یہ وہ آخری مقام ہے جہاں سے پھر نئے طبقات شروع ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ یہ دَور کبھی ختم نہیں ہوتا بس مقام نہیں کہنا چاہیئے۔ یہ آخری دور ہے جس میں انسان داخل ہو جاتا ہے اور پھر نیا نیا نور اس کو ہمیشہ نصیب ہوتا چلا جاتا ہے اس مقام پر آکر جو خدا سے براہ راست فیض پانے لگ جاتے ہیں وہ خدا کی نظر میں آجاتے ہیں۔ خدا کو دیکھتے ہیں اور خدا اُن کو دیکھتا ہے۔ اُن پر یہ حقیقت کھلتی ہے کہ سمندر کے گہرے ترین اندھیروں میں بھی زندگی کی جو بھی شکلیں تھیں جو بھی توانائی کی صورتیں موجود تھیں وہ تمام کی تمام بالواسطہ سورج سے فیض پانے والی تھیں ایک بھی حالت ایسی نہیں جو قابل ذکر ہو جس میں سورج سے فیض نہ پایا ہو یہ سائنس کا ایک لمبا مضمون ہے اسکو تفصیل سے بتانے کا یہ جمعہ میں ایسے لوگ شامل ہوتے ہیں جو ان مضامین کو سمجھ سکیں الا ماشاء اللہ لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہی آخری صورت ہے جس سے دنیا کا کوئی صاحب فہم انسان جو سائنس سے واقفیت رکھتا ہو انکار نہیں کر سکتا آپ دنیا میں جتنی چیزیں دیکھ رہے ہیں جتنی حرکت مل رہی ہے جتنی توانائی کی شکلیں ہیں جتنی زندگی کی شکلیں ہیں ارتقاء کی جو بھی حالتیں پائی جاتی ہیں

یہ بالآخر کلیۃً سورج سے فیض پانے والی ہیں

اس لئے وہ اندھیرے جہاں سوچ کے بعد سوچ ڈھانپے ہوئے ہے وہ مقامات جہاں سوچ کے بعد سوچ اندھیرے ڈال رہی ہے اور پھر سحاب کی اوپر چھایا ہوا ہے وہ مقامات بھی سحاب کے پیچھے چمکنے والے سورج سے فیض یافتہ ہوتے ہیں لیکن اُن جاہلوں کو پتہ نہیں ہوتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے جب وہ پردہ اُٹھتا ہے تو پھر سارا ماحول روشن ہو جاتا ہے پھر تمام حقیقتیں آشکارہ ہو جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق یہ فرماتے ہیں ۔۔ کہ

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی راہ دکھائے

نور دراصل یہی اندر کی راہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بھی خدا تعالیٰ نے ایک سورج کے طور پر ظاہر کیا اس لئے کہ یہ بتایا جائے کہ اُس نے مجھ سے تعلق رکھنے کے سورج والے رنگ ڈھنگ اختیار کر لئے تمام بنی نوع انسان کو فیض پہنچانے والا بن گیا اور وہ لوگ جو اندھیروں میں بھی واقع ہیں وہ بھی دراصل اُسی کے نور سے فیض یافتہ ہیں۔ اسی سے ایک اور مضمون ہم پر کھل جاتا ہے لیکن اس کے بھی بیان کا موقعہ نہیں حقیقت میں آتنا میں عرض کروں گا کہ اسلامی تعلیم دنیا کے ہر مذہب پر اس طرح چھائی ہوئی ہے کہ جہاں بھی جس مذہب میں بھی آج کوئی فیض کا مقام ملے گا وہاں آپ کو اسلامی تعلیم کی جھلک ملے گی جہاں نہیں ملے گی وہاں کوئی فیض کا مقام نہیں ملے گا۔

پس ان مختصر باتوں میں ساری باتیں آجاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم روشنی کا وہ سورج بن جاتے ہیں جس سے ہم خدا کا فیض پاتے ہیں خدا کا نور

حاصل کرتے ہیں اور وہ سب پردے اٹھا دیتا ہے اور اندر کی راہ دکھاتا ہے پس یہ آخری پردہ ہے جسے توڑنے کی کوشش کرنی چاہیئے آپ اس بات کے اہل نہیں ہو سکتے کہ اپنے اندرونی اندھیروں سے نجات حاصل کریں اور اپنے اوپر چھائے ہوئے پردوں کو خود چاک کر سکیں سوائے اس کے کہ آپ خدا کے ساتھ براہ راست تعلق جوڑ لیں اور خدا کے نور سے نور یافتہ ہو جائیں اور پھر اس کی روشنی کے نتیجہ میں سارے پردے اس طرح کھلنے لگیں اور سمٹنے لگیں اور زائل ہونے لگیں جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ جب حق روشن ہو جاتا ہے یعنی خدا کسی بندے پر روشن ہو جاتا ہے تو اسکی ساری ظلمات مٹ جاتی ہیں اور کٹ جاتی ہیں اور سارے پردے باطل ہو جاتے ہیں اور ان کو وہاں ٹھہرنے کی مجال نہیں رہتی پس یہ وہ آخری نور کی حالت ہے جسکی طرف ہمیں ہمیشہ سفر کرتے رہنا چاہیئے جسکے لئے کوشاں رہنا چاہیئے اور جس کے لئے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

خصوصی درخواست دُعا

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن اپنے مکتوب گرامی محررہ ۳۱/۱۰/۹۰ بنام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان میں تحریر فرماتے ہیں :

”الحمد للہ کہ اب حضرت بیگم صاحبہ کی صحت بہت اچھی ہے اب تک جو بھی ٹیسٹ ہوئے ہیں ان کے نتائج نہ صرف تسلی بخش ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈاکٹروں کے لئے حیران کن۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل کی برکت ہے جس کو ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ اور خلافت سے پیار کرنے والی جماعت کی تپاں دعاؤں نے کھینچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ بیماری کے سب اثرات مکمل طور پر ختم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو کامل صحت عطا کرے ۔ اور برکتوں سے معمور لمبی زندگی سے نوازے ۔ آمین ۔

(ایڈیٹر)

ضروری اعلان بسلسلہ واپسی ریزرویشن بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء

امسال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶، ۲۷، ۲۸ر دسمبر میں شامل ہونے والے احباب کی واپسی میں سہولت کے لئے امرتسر ریلوے اسٹیشن سے ٹکٹوں کی ریزرویشن کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کے خواہشمند احباب مندرجہ ذیل کوائف سے جلد مطلع فرما دیں ۔ (۱) تاریخ واپسی ریزرویشن (۲) اسٹیشن کا نام جہاں تک ریزرویشن کروانی مقصود ہے (۳) درجہ فرسٹ کلاس 2 TAIRE / سیکنڈ کلاس تھری ٹائر (۴) ٹرین کا نام اور نمبر (۵) سفر کرنے والوں کی جنس اور عمر (۶) پورے ٹکٹ اور نصف ٹکٹ کی وضاحت کی جائے نصف ٹکٹ گیارہ سال کی عمر تک ملتا ہے

ضروری نوٹ :۔ ریلوے قوانین کے مطابق بڑے بڑے شہروں سے واپسی از امرتسر کی ریزرویشن وہاں سے ہو سکتی ہے۔ البتہ امرتسر پہنچ کر اس ریزرویشن کو کنفرم کرا لینا ضروری ہے۔ اور ٹکٹ پر ٹرین نمبر اور SAET BEERTH نمبر نوٹ کر کے مزید تسلی کر لی جائے اور اگر وہاں سے آپکو سہولت نہ مل سکتی ہو تو پھر مندرجہ بالا کوائف ارسال فرما دیں چونکہ ریزرویشن کافی دن پہلے کرانی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں اطلاع جلد از جلد بھجوا دی جائے تاکہ دفتر جلسہ سالانہ کو بر وقت کارروائی کرنے میں سہولت ہو۔

دیگر معلومات و ہدایات :۔ ریزرویشن کے لئے خط بھجوانے کے ساتھ ہی مہربانی فرما کر واپسی کرایہ کی رقم بھی بذریعہ M.O یا بنک ڈرافٹ ارسال فرما دیں (چیک قابل قبول نہ ہوگا) بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان اور اسکی اطلاع دفتر جلسہ سالانہ کو بھی دی جائے ۔ مہربانی فرما کر احباب جماعت ان ہدایات کی پابندی فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک اجتماع میں شرکت کرنے کی کوشش فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپکا حافظ و ناصر ہو۔ اور اس مبارک اجتماع کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(افسر جلسہ سالانہ قادیان)

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان کا

بصیرت افروز پیغام

برموقعہ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت قادیان اکتوبر ۱۹۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ بھارت و ممبرات لجنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی خواہش پر ایک مختصر سا پیغام آپ کے سالانہ اجتماع کے لئے ارسال کر رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اجتماع کو کامیاب کرے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لجنہ اماء اللہ قائم فرمائی تو آپ نے اس کے لئے جو قواعد مقرر فرمائے ان میں سے ایک اصول یہ بیان فرمایا کہ

"اس امر کی ضرورت ہے کہ جماعت میں وحدت کی روح قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفۂ وقت ہو اس کی تیار کردہ سکیم کے مطابق اور اس کی منشاء کو مدنظر رکھ کر تمام کاروائیاں ہوں۔"

حال میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے سامنے ایک تربیتی سکیم رکھی ہے۔ اس لئے ہر لجنہ کو اس پر عمل درآمد کروانا چاہیئے۔ اور اس پر اتنا زور دینا چاہیئے کہ ہر گھر تک ہر احمدی عورت تک یہ پہنچے۔ اور اسے عمل کی تلقین کی جائے۔

قرآن مجید میں جہاں ایمان کا ذکر آتا ہے ساتھ اعمالِ صالحہ کا ذکر بھی ہوتا ہے کیونکہ اگر اعمالِ صالحہ کا پانی ایمان کو نہ دیا جائے تو ایمان محض ایک خشک جھاڑی کی طرح ہو جاتا ہے۔ ایمان کی مضبوطی اور ترقی کے لئے اپنے اعمال کا جائزہ ضرور لیتے رہنا چاہیئے۔ کہ ہمارا عمل اللہ تعالیٰ کے احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔ عملِ صالحہ سے مراد وہ عمل ہے جو موقعہ اور محل کے مطابق ہو اور جن کی طرف جماعت احمدیہ کے امام خصوصیت سے توجہ دلا رہے ہوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خصوصیت سے مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔

جن میں سب سے ضروری نماز کی باقاعدگی ہے۔ نماز جو ایک مومن کی روح اور جان ہے اس سے بے پرواہی کرنا اس کی شان نہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وقت پر نماز پڑھنے کی عادت بچپن میں ہی پڑتی ہے اور اس کی اصل ذمہ داری ماں پر ہے۔ باپ کا زیادہ وقت گھر سے باہر گزرتا ہے اس لئے وہ بچوں کی طرف اتنی توجہ نہیں دے سکتا۔ پس ماؤں کا فرض ہے کہ خود بھی وقت پر پوری توجہ سے نماز کی ادائیگی کیا کریں۔ اور بچوں کی نمازوں کی نگرانی کریں۔ نماز کے علاوہ جن پانچ باتوں کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ سچائی پر قائم رہنا۔ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ زبان بھی حق گو ہو۔ دل بھی حق پرست ہو اور جوارح عمل سے حق پر صداقت کی مہر لگانے والے ہوں۔

۲۔ نرم لہجہ اور پاک زبان۔ استعمال کرنا۔

۳۔ وسعت حوصلہ پیدا کرنا اور نقصان سے بچنے کی کوشش کرنا

۴۔ دوسروں کی تکلیف کا احساس اپنے میں پیدا کر کے ازالہ کی کوشش کرنا۔

۵۔ ہمیشہ مضبوط عزم اور ہمت سے کام لینا۔

اب ان امور کے متعلق کچھ تفصیل سے کہوں گی۔ اسلامی اخلاق سے سب سے اہم ضروری اور سرِ فہرست خُلق سچائی ہے ایک زمانہ تھا کہ کوئی بھی احمدی خواہ عمل میں کمزور ہوتا تھا مگر اس کی سچائی کی قسم کھائی جا سکتی تھی۔ ہمارے دشمن بھی اس کا اقرار کرتے تھے کہ احمدی جھوٹ نہیں بولتے مگر جوں جوں جماعت بڑھی ایسا عنصر بھی جماعت میں داخل ہوا جنہوں نے اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہ کی اور وہ سچائی سے دور چلے گئے۔ اس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ ہماری جماعت کو اس معیار پر لانا ہماری عورتوں کا فرض ہے۔ جن کی گودوں میں لڑکے بھی پلتے ہیں اور لڑکیاں بھی۔

دوسری بات جس کی طرف حضور نے بہت توجہ دلائی ہے وہ ہے نرم زبان کا استعمال قرآن کریم نے اس بات کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ فرماتا ہے۔

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ بات وہ کہو جس میں حُسن ہو۔ کوئی طعنہ تشنیع نہ ہو۔ کسی کی غیبت نہ ہو۔ کسی پر اعتراض نہ ہو۔ وہ بات جو ڈانٹ ڈپٹ سے کی جائے اتنا اثر نہیں رکھتی جو نرم زبان اور پیار سے سمجھا کر کی جائے۔ تعلقات خراب ہونے میں زبان کا بڑا دخل ہے اور ہم نے قومی اتحاد کو قائم رکھنے کے لئے آپس میں اتحاد اور تعاون پیدا کرنا ہے اگر ذاتی کمزوریاں ہونگی آپس کے تعلقات خراب ہونگے تو قومی طور پر متحد ہو کر قربانیاں بھی دینے کے قابل نہ رہیں گے۔

تیسری بات جس کی طرف حضور نے توجہ دلائی ہے وہ وسعت حوصلہ اپنے اندر پیدا کرنا اور نقصان سے بچنے کی کوشش کرنا ہے۔ انسان میں اتنا تحمل اور اتنا حوصلہ ہونا چاہیئے کہ وہ کسی کی شکایتوں کو سن بھی سکے اور پھر اپنے نفس پر غور کرے کہ اگر واقعی میرا قصور ہے یا مجھ میں یہ برائی ہے تو میں اصلاح کروں

چوتھی چیز جس کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے وہ دوسروں کی تکلیف معلوم ہونے پر ان کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہے مسلمان کی تو تعریف ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ يَدِهٖ وَلِسَانِهٖ کہ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ تکلیف نہ پہنچانا یا محفوظ رہنا تو منفی نیکی ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تمہیں تو دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے بھیجا گیا۔ پس بغیر اس کے کہ کوئی اپنی تکلیف بتائے ناداروں کی حقیقی ضرورتوں پر نظر رکھ کر ان کی تکالیف دور کرنے کی کوشش کیا کریں۔

۵۔ اور ان سب باتوں پر عمل کرنے کے لئے عزم چاہیئے مضبوط ارادہ کام کرنے کا۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض دفعہ کسی عہدیدار کو مقرر کیا جائے تو وہ کہہ دیتی ہیں فلاں پر اعتراض کرتا ہے ہم سے کام نہیں ہوتا اعتراض کرنے والوں نے تو نہ نبیوں کو چھوڑا ہے نہ خلفاء کو۔ لیکن ان کے ارادوں میں ذرا بھی کمی نہیں آئی۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی نصرت پر یقین رکھتے ہوئے وہ بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں پس لجنہ کی سب عہدیداروں کو بھی اگر وہ اپنے عہدوں میں سچی ہیں اپنے کام پختہ ارادوں کے ساتھ اور ہمت کے ساتھ کرتے چلے جانا چاہیئے۔ اس سال کے لئے لجنہ اماء اللہ پاکستان نے تمام پاکستان کے لئے تربیت کا ہی لائحہ عمل رکھا ہے۔ خود کبھی لائحہ عمل بنانے کی بجائے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہمارا سب سے پہلا فرض ہے پس آپ کی پوری کوشش ہونی چاہیئے کہ جلدی سے جلدی ہم خود بھی ان اخلاق اور عادات کو اپنائیں۔ اور ہر عورت اور ہر بچے میں ان باتوں کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو تو تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں پس اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رکھتے ہوئے عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے اپنی کوششیں تیز تر کرنی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہب کو درخت سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کے پھول اخلاق فاضلہ ہیں۔ یعنی جس طرح۔

ایک درخت میں پھول لگتے ہیں اردگرد کی فضا میں ان پھولوں کی خوشبو رچ جاتی ہے۔ اسی طرح مذہب کی سچائی کا علم اس مذہب کے ماننے والوں کے اعلیٰ اخلاق سے ثابت ہوتی ہے اخلاق فاضلہ کیا ہیں یہ وہ حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ایک انسان نے ادا کرنے ہوتے ہیں دنیا میں ظلم اور فساد اسی وقت پھیلتا ہے جب کوئی انسان دوسرے کا حق مار لیتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی برائی نہ کرے۔ اسے تکلیف نہ دے اس کے حق نہ چھینے تو کوئی وجہ نہیں کہ فساد پیدا ہو برائیاں پھیلتی ہی ہیں تجسس سے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں فرمایا ہے کہ تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اس کی بجائے پیار و محبت سے اصلاح کرو بجائے اس کے کہ اپنے ملنے جلنے والیوں کے عیبوں پر نظر رکھو۔ ان کی اچھائیاں ڈھونڈو۔ اور جو خوبیاں ان میں ہیں ان کے ذریعہ ان سے کام لینے کی کوشش کرو۔ اگر کسی میں ایک عیب ہے تو اس میں دس اچھی باتیں ضرور ہوتی ہیں۔ ہماری نظر عیب پر تو پڑ جاتی ہے ان خوبیوں پر نہیں پڑتی۔ احمدیت تو ایک روحانی انقلاب عظیم کا نام ہے۔ ہمارا کام ہے کہ اپنے میں بھی اعلیٰ اخلاق پیدا کریں۔ وہ جن کا نمونہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا اور اپنی اگلی نسل میں بھی وہی اخلاق اور خوبیاں پیدا کریں۔ اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عورتوں سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ اپنے گھروں کی تعمیر نو کرو۔ ان کو جنت بناؤ جس میں کوئی جھگڑا نہ ہو فساد نہ ہو۔ رنجش نہ ہو۔ لڑائیاں نہ ہوں۔ طعن و تشنیع نہ ہو۔ اتنا سکون ہو گھروں میں کہ گھر ہی جنت بن جائے اور گھروں کو جنت بنانے میں سب سے بڑی ذمہ داری عورت کی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نیک خدا پرست بنا کر اعلیٰ اخلاق ان میں پیدا کر کے قوم کے ستون بنا سکتی ہیں۔ وہ بھی ماؤں کی آنکھوں کے تارے ہی ہوتے ہیں جو کسی کا ہوٹل یا بس میں بم رکھ دیتے ہیں کسی کو قتل کر دیتے ہیں کسی کے بچہ کو اغوا کر لیتے ہیں اور ان کی وجہ سے گھر دکھی ہو جاتے ہیں۔ ان کی ماؤں نے ان کے دل میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی نہیں پیدا کی اس کے برعکس وہ ایسے دوستوں کی صحبت میں پڑ گئے جو خود بھی تخریب کار ہوتے ہیں اور ان سے بھی کرواتے ہیں۔ احمدیہ جماعت نے تو دنیا کے دل جیتنے ہیں۔ اور یہ کام صرف اور صرف اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔ مذہب کی مثال درخت سے دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اور اس کا پھل برکات روحانیہ اور نہایت لطیف محبت ہے جو رب اور اس کے بندہ کے درمیان پیدا ہو جاتی ہے۔"

پھل سب سے آخر میں لگا کرتا ہے جب انسان میں اخلاق فاضلہ پیدا ہو جاتے ہیں تو پھر پھل نکلتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اعلیٰ اخلاق کے نتیجہ میں پھر جو پھل لگتے ہیں وہ روحانی برکات ہوتی ہیں جو اس پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل ہوتا ہے۔ اس دنیا میں اسے لقاء حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کر لیتا ہے قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔

کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دنیا کو بتا دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو پہلے میرے نقش قدم پر چلو۔ میری پیروی کرو میرے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا پیار تمہیں حاصل ہوگا۔

پس اپنے معاشرہ کی صفائی اور پاکیزگی کا کام اپنے گھروں سے شروع کریں۔ اور اپنے گھروں کے بعد محض محبت سے صاف دل رکھتے ہوئے جائزہ لیں دوسروں کا اور جہاں برائی نظر آئے اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔

سب سے بڑی شکایت تو عورتوں سے یہ ہے کہ اپنے اجلاسوں میں بیس پچیس فیصد سے زیادہ حاضر نہیں ہوتیں جس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے کانوں تک وہ تحریکیں پہنچ نہیں پاتیں جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں اور جن پر عمل کروانا تمام لجنات کا کام ہے جو سرکلر بھی کسی لجنہ یا لجنہ کے کسی حلقہ کو جائے گا۔ وہ صرف ان خواتین یا بچیوں تک پہنچیگا جو وہاں آئی ہونگی۔ پس آپ ہفتہ میں ایک دفعہ دو گھنٹے اللہ تعالیٰ کی خاطر وقف کریں خواہ کتنا ضروری کام ہو اسے دوسرے وقت پر ڈال کر اجلاسوں میں ضرور جایا کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ یاد رکھیں کہ ہر کام میں قادیان کی خواتین کو نمونہ بننا ہے۔ سب دنیا کی خواتین کی نظریں ان کی طرف نگراں ہوتی ہیں۔ یہ کیسی ہیں؟ کس طرح بچوں کی تربیت کرتی ہیں۔ قومی ذمہ داریوں میں کتنا حصہ لیتی ہیں۔ ایک صدی گزر چکی دوسری صدی کا آغاز ہے۔ آپ کے بڑوں نے قربانیاں دیں آپ اگر اس معیار کو قائم نہیں رکھیں گی تو ان کی قربانیوں کی اہمیت کو بھی کم کرنے والی ہوں گی۔ پس احساس ذمہ داری کا اپنے میں پیدا کریں۔ کہ اگر میں اجلاس میں نہ گئی۔ اگر میں نے اپنے فرض کو ادا نہ کیا۔ اگر بچوں کی تربیت کی طرف سے غافل رہی تو میں احمدیت کو نقصان پہنچانے والی ہونگی۔ جو کچھ کرنا ہے میں نے کرنا ہے۔ اگر ہر عورت کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو ہم بہت جلد ترقی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم میں یہ احساس ذمہ داری بھی پیدا کرے اور عمل کی بھی توفیق دے

ایسا عمل جس سے وہ راضی ہو جائے۔ آمین

اللھم آمین

خاکسار

مریم صدیقہ

صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان

قرارداد تعزیت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے برادر اکبر صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی وفات پر متعدد اداروں و جماعتوں کی طرف سے قرارداد تعزیت موصول ہوتی رہیں جن میں سے بعض تفصیلی اور بعض اجمالاً بدر میں شائع کی گئیں اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ دہلی اور جماعت احمدیہ کھوررواہ کی جانب سے بھی قرارداد تعزیت موصول ہوئی ہیں فجزاھما اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ حضرت مرزا منور احمد صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جملہ افراد جماعت احمدیہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ہر طرح سے حامی و ناصر ہو۔ آمین

(ایڈیٹر)

تبلیغی مساعی

مکرم مولوی نذیر الاسلام صاحب مبلغ جماعت احمدیہ امروہہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۹۰ء کو جلسہ سالانہ U.K اور جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۸۳ء اور صد سالہ جشن تشکر امروہہ کی ویڈیو فلم دکھانے کا پروگرام بنایا گیا۔ جماعت احمدیہ کے ایک شدید مخالف دوست نے اپنا گھر اور صحن پیش کیا کہ اس میں یہ پروگرام دکھایا جائے تقریباً ایک ہزار افراد نے بڑی دلچسپی سے یہ پروگرام دیکھا۔ اور بہت متاثر ہوئے بعدہ جماعت کی بین الاقوامی ترقیات کے بہت چرچے جاری ہیں۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو کثیر تعداد میں قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

محترمہ نعیمہ عزیزہ صاحبہ اہلیہ محترم عزیز احمد صاحب مانٹریال کینیڈا سے تحریر فرماتی ہیں کہ انکے خسر محترم حافظ قدرت اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ مبارکہ شوکت صاحبہ دونوں بعارضہ قلب علیل ہیں۔ خود بھی پانچ چھ سال سے جوڑوں میں دردوں کی وجہ سے علیل ہیں ان سب کی صحت و سلامتی اور خیر و برکت کی لمبی زندگیاں پانے کیلئے خصوصی درخواست دعا ہے۔ موصوفہ ہمیشہ بدر کے نئے خریدار بنانے کیلئے بھی قابل قدر نتیجہ خیز مساعی فرماتی ہیں فجزاھا اللہ تعالیٰ (ایڈیٹر)

قادیان دارالامان میں

لجنہ اماء اللہ بھارت کا پانچواں کامیاب سالانہ اجتماع

حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان کے روح پرور پیغامات

رپورٹ مرتبہ شعبہ رپورٹنگ لجنہ اماء اللہ

الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ نے لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت کو ایک بار پھر اپنا سالانہ اجتماع مرکز احمدیت قادیان میں منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

نمائندگان کی شرکت

اس اجتماع میں لجنہ بھارت کی ۲۲ لجنات کی ۵۹ نمائندگان و ممبرات لجنہ و ناصرات نے شرکت کی۔ ان کے علاوہ پاکستان اور امریکہ سے آئی ہوئی دو ممبرات نے بھی شرکت کی۔ نمائندگی کرنے والی لجنات کے نام یہ ہیں۔ شاہجہانپور۔ بریلی۔ آسکرا۔ کلکتہ۔ حیدر آباد۔ پینگاڈی سانذھن۔ بنارس۔ یادگیر۔ برہ پورہ۔ بدایوں۔ دہلی۔ پونا۔ کرڈاپلی۔ کوٹمبی نطانپور ملکی۔ جمشید پور۔ کٹک۔ موسی بنی مائنز۔ چنوڑی گڑھ۔ پٹھانکوٹ اور جموں۔

اجتماع کی جملہ کارروائیاں انجام دینے کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کر کے کام تقسیم کیا گیا۔

تیاری و تزئین اجتماع گاہ

اجتماع سے قبل نصرت گرلز اسکول کے صحن میں شامیانہ لگایا گیا۔ اجتماع گاہ کو رنگین جھنڈیوں اور بینرز سے سجایا گیا اور دریوں اور کرسیوں کا معقول انتظام کیا گیا۔

پہلا دن

مورخہ ۱۹ اکتوبر بروز جمعہ۔ نماز جمعہ کی باجماعت ادائیگی کے بعد اجتماع گاہ میں ٹھیک ۳ بجے لجنہ اماء اللہ کے اجتماع کا پروگرام شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے کی۔ پروگرام کا یہ آغاز محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ ناظم (مولوی فاضل) کی تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ سے ہوا جس کے بعد محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان کی قیادت میں لجنہ کا عہد دہرایا گیا۔ بعدۂ محترمہ صدر صاحبہ نے افتتاحی دُعا کروائی۔ ازاں بعد محترمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام "اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار" میں سے چند اشعار پیش کئے۔

اس دن حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تازہ پیغام موصول نہیں ہو سکا تھا۔ لہٰذا حصولِ برکت کے لئے حضور انور کا گذشتہ سال کا پیغام سُنایا گیا۔

اس کے بعد حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان کا پیغام آپ ہی کی آواز میں بذریعہ کیسٹ سنایا گیا۔ اس کے بعد محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ بھارت کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔

بعد ازاں محترمہ صدر صاحبہ نے مستورات سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے سب سے پہلے دوسری صدی کے دوسرے اجتماع کے انعقاد کی توفیق ملنے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بعد ازاں آپ نے باہر کی مجالس سے آنے والی نمائندگان کو خوش آمدید کہا اور مبارک باد دی۔ نیز تمام لجنات کو دورانِ سال اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دینے پر مبارک باد دی۔ اس کے بعد آپ نے لجنہ اماء اللہ قائم کرنے کی غرض بیان کرتے ہوئے مستورات کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف مزید توجہ دینے کے لئے کہا۔ نیز حضور کے دیئے گئے لائحہ عمل پانچ بنیادی اخلاق تفصیل سے بیان کرتے ہوئے مستورات کو یہ اخلاق اپنے اندر اور اپنے بچوں کے اندر پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی آخر میں آنمحترمہ نے اخلاق حسنہ اور دُعا کے بارے حضور انور کے اقتباسات پیش کئے۔

بعدۂ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے قرآن کریم کا درس دیا آپ نے سورۃ المومن آیت ۶۶۔ سورۃ الانعام آیت ۱۶۳ اور سورۃ حج آیت ۷۹ پیش کر کے "اللہ تعالےٰ سے تعلق" کے بارے تفصیل سے روشنی ڈالی۔

بعد ازاں لجنہ اماء اللہ کے مندرجہ ذیل مقابلہ جات ہوئے۔ مقابلہ حسنِ قرأت۔ مقابلہ نظم خوانی۔ مقابلہ تقاریر۔

دوسرا دن پہلا اجلاس

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان شروع ہوئی محترمہ راشدہ مرزا صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ کے بعد عزیزہ بشریٰ صادقہ کی قیادت میں ناصرات الاحمدیہ کا عہد دہرایا گیا۔ بعدۂ نظم "نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا" عزیزہ راشدہ تنویر نے خوش الحانی سے پڑھی۔

ازاں بعد ناصرات الاحمدیہ بھارت کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ محترمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نائب نگران ناصرات الاحمدیہ بھارت نے پیش کی۔

اس اجلاس میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مستورات سے خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے سب سے پہلے یہ بتایا کہ قرآن کریم کے احکامات میں مرد اور عورت یکساں مخاطب ہیں۔ ازاں بعد آنمحترم نے آنحضرت صلعم کے زمانے کی عورتوں کا خدمت دین اور تربیت اولاد کے بارے نمونہ پیش کرتے ہوئے تمام مستورات کو ان کو اپنانے کی طرف توجہ دلائی نیز اس زمانہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ کی مستورات کے اعلیٰ نمونے اور قربانیوں کا ذکر کیا اور اس تعلق سے حضورؓ کے چند اقتباسات پیش کئے۔

بعد ازاں محترمہ راشدہ رحمٰن صاحبہ نے نظم جو "گلشن میں پھول باغوں میں پھل آگئے نئے" خوش الحانی سے پڑھی۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر محترمہ عقیلہ عفت صاحبہ نے کی آپ کی تقریر کا عنوان تھا "احمدی عورتوں کے فرائض" ان تقاریر کے علاوہ مندرجہ ذیل مقابلہ جات ہوئے۔

مقابلہ حفظ قرآن لجنہ۔ مقابلہ فی البدیہہ تقاریر لجنہ۔ مقابلہ تقاریر ناصرات معیار سوئم۔ مقابلہ ذہنی آزمائش لجنہ (اس میں صد سالہ تاریخ کے مختلف سوالات پوچھے گئے۔ اور کتاب اسلام میں اختلافات کا آغاز پڑھنے کے لئے دی گئی تھی اس میں سے سوال پوچھے گئے۔ ممبرات نے بہت عمدگی سے جوابات دیئے۔)

دوسرے دن کا دوسرا اجلاس

اس اجلاس کی صدارت محترمہ مبارکہ مریم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور نے کی۔ پروگرام کا آغاز عزیزہ زبیدہ پروین کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد اس کا ترجمہ محترمہ فریدہ عفت صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد محترمہ امۃ الصبور صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا کلام "دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو....." خوش الحانی سے پڑھا۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر جو کہ ربوہ سے قادیان آئے ہوئے تھے نے ہماری درخواست پر لجنہ کی ممبرات سے خطاب کیا آپ کا یہ خطاب تربیت کے موضوع پر تھا۔ آنمحترم نے مختلف تربیتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

بعدۂ محترمہ راشدہ رحمٰن صاحبہ نے "اسلام میں پردہ کی اہمیت" کے عنوان پر تقریر کی۔

اس مجلس میں ناصرات الاحمدیہ کے مندرجہ ذیل مقابلہ جات ہوئے:۔
مقابلہ حسنِ قرأت معیار اوّل۔
مقابلہ نظم خوانی معیار دوئم۔ اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ معیار اوّل کی پانچ بچیوں نے ترانہ "ہم زندہ نبی محمدؐ کے پاسبان ہمارے"

پیش کیا۔ اس کے بعد مقابلہ جات ہوئے مقابلہ فی البدیہہ تقاریر معیار اوّل۔ مقابلہ حفظ قرآن معیار دوئم۔ مقابلہ نظم خوانی معیار سوئم۔ مقابلہ حفظ قرآن معیار اوّل۔ مقابلہ ذہنی آزمائش معیار اوّل۔

تیسرے دن کا پہلا اجلاس

تیسرے دن کا پہلا اجلاس محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ قادیان کی زیر صدارت شروع ہوا۔ عزیزہ راشدہ تنویر کی تلاوت قرآن کریم کے بعد اس کا ترجمہ پیش کیا محترمہ امۃ الرؤف صاحبہ نے۔

بعد ازاں عزیزہ زبیدہ پروین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ سے

"یا عین فیض اللہ والعرفان"

میں سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرات کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد نظم سے

"نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے"

عزیزہ امۃ الباسط بشریٰ نے خوش الحانی سے پڑھی۔

بعدہٗ محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے مستورات کو حدیث شریف کا درس دیا آپ کا یہ درس تربیت کے متعلق تھا۔ آپ نے حدیث "چار چیزیں ہی ایسی ہیں کہ اگر کسی انسان کو میسر آجائیں تو گویا اس پر دونوں جہان کی برکات کا نزول ہوگیا۔ وہ چار چیزیں ہیں (۱) دل جو خدا کے شکر کے جذبات سے بھرا ہو (۲) زبان جو حمد الٰہی میں لگی ہو (۳) نفس جو وفادار ہو (۴) عورت جو اپنے خاوند کی امانت دار ہو" پیش کر کے اس کی تشریح پیش کی۔

اس کے بعد مقابلہ جات شروع ہوئے۔ مقابلہ حفظ قرآن معیار سوئم۔ مقابلہ تقاریر معیار اوّل۔ بعدہٗ معیار دوئم کی چھ بچیوں نے ترانہ

"ہم کفر پرستی کو دنیا سے مٹا دیں گے"

پیش کیا۔

بعدہٗ مندرجہ ذیل مقابلہ جات ہوئے۔ مقابلہ تقاریر معیار دوئم۔ مقابلہ نظم خوانی معیار اوّل۔

ازاں بعد محترمہ قمر النساء صاحبہ کی تقریر ہوئی آپ کی تقریر کا عنوان تھا "سیرت حضرت امۃ الحئی صاحبہ"۔

بعد ازاں محترمہ نصیرہ خاتون صاحبہ سیکرٹری تبلیغ نے اور محترمہ طاہرہ [illegible] صاحبہ سیکرٹری [illegible]

نے اپنے تاثرات پیش کئے۔

تیسرے دن کا دوسرا اجلاس

اس اجتماع کے اس آخری اجلاس کی صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ بھارت نے کی۔ محترمہ شاہینہ مرزا صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید مع ترجمہ کے بعد نظم "ہم آن ملیں گے متوالو بس دیر ہے کل یا پرسوں کی" محترمہ مبشرہ طاہر صاحبہ نے خوش الحانی سے پڑھی۔

بعدہٗ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام جو اسی وقت موصول ہوا تھا مستورات کو محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ بھارت قادیان نے پڑھ کر سنایا۔

تقسیم انعامات محترمہ صدر صاحبہ نے مختلف مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والی لجنہ و ناصرات کی ممبرات میں انعامات تقسیم کئے۔

بعد ازاں لجنہ اماء اللہ کی چھ ممبرات نے ترانہ پیش کیا۔

"خلوص دل سے مری عقیدت کا اس صدی کو سلام پہنچے"

بعدہٗ محترمہ صدر صاحبہ نے مستورات سے اختتامی خطاب کیا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سب سے پہلے آپ نے اجتماع کے بخیر و خوبی انجام پذیر ہونے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا نیز دوران سال محنت کر کے ٹرافی جیتنے والی لجنات کو۔ اسی طرح مختلف مقابلہ جات میں حصہ لینے اور پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات کو مبارکباد دی نیز آنحترمہ نے لجنہ و ناصرات کو تربیتی پہلوؤں کی طرف مثلاً وقت کی پابندی کرنے، اجلاسات میں زیادہ سے زیادہ حاضر ہونے، نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی آخر میں آپ نے حضور انور کے تازہ پیغام کا حوالہ دیتے ہوئے ممبرات کو حضور کے پیغام کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی تلقین کی علاوہ ازیں آنحترمہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ۱۹۶۲ء کا اجتماع لجنہ کے موقعہ کے پیغام کا ایک اقتباس پیش کیا۔

ازاں بعد لجنہ [illegible] نے [illegible] دہرایا [illegible] اجتماع [illegible]

پروگرام اختتام کو پہنچا۔

اجتماع کے تینوں دن کی اوسط حاضری ۵۰۰ رہی۔ اس کے علاوہ ۸ غیر مسلم اور غیر احمدی خواتین نے مختلف اوقات میں شرکت کی۔

نماز باجماعت اجتماع کے دنوں میں نماز ظہر و عصر اجتماع گاہ میں ہی ادا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ مہمان خواتین کے علاوہ ناصرات کی بچیوں اور مقامی مستورات نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا۔

طعام اجتماع کے دنوں میں تمام باہر سے آنے والی مہمان خواتین کے لئے دوپہر اور رات کے کھانے کا انتظام لجنہ کی طرف سے کیا گیا۔ اجتماع گاہ سے ملحق کمرے میں خواتین کو کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا۔

کھیلیں اجتماع شروع ہونے سے ایک دن قبل مورخہ ۱۷ اکتوبر لجنہ و ناصرات کے ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے اس میں قادیان کے علاوہ شاہجہانپور [illegible]

بلا تبصرہ

لاہور میں کچھ عرصہ ہوا پولیس نے بازار حسن پر چھاپہ مارا اور کئی عورتوں اور مردوں کو گرفتار کیا۔ گرفتار شدہ عورتوں میں سے ایک اداکارہ "گوری" تھی۔ پولیس ایکشن کے بعد اس نے جو تبصرہ کیا وہ درج ذیل ہے:۔

"شرافت اور اسلامی نظام کے سبق سکھانے والوں کو میں کھلی دعوت دیتی ہوں کہ آئیں میں وہ انکشافات کروں گی کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی ان اعلیٰ خاندان کے افراد کی لسٹ فراہم کروں گی جن کی اولادیں آج بھی اس بازار میں ہیں۔ برصغیر میں یہ بازار دو سو سال سے آباد ہے۔ یہاں سے شادی کرنے والی خواتین کی اولادیں وزیروں اور سفیروں کے عہدے پر فائز رہی ہیں۔ اور آج بھی ہیں"

اداکارہ گوری

(روزنامہ جنگ لاہور جولائی ۱۹۹۶ء)

[illegible] شرکت کی۔ مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات کو انعام دیئے گئے۔

ضیافت شعبہ ضیافت کے تحت اشیاء خورد و نوش کی [illegible] لگائی گئی اس سے آنے والی مہمان خواتین کی ضیافت کی گئی نیز مقامی مستورات نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا۔

بک اسٹال اجتماع گاہ سے ملحقہ کمرہ میں سلسلہ کی کتب کا اسٹال لگایا گیا۔ [illegible] مستورات نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

شکریہ اجتماع میں تمام تعاون کرنے والے مرد و خواتین، تعاون کرنے والے بزرگان و مقررین و علماء کرام کا لجنہ انتظامیہ شکریہ ادا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

تقریب رخصتانہ

مکرم اظہر خان صاحب برہ پورہ بھاگلپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ میرے بڑے بیٹے عزیز انور رضا خان کی شادی خانہ آبادی ۲۰ ستمبر کو بعد نماز مغرب و عشاء ہوئی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے اجتماعی دعا کروائی۔ احباب سے رشتہ کے بابرکت ہونے اور جماعت احمدیہ برہ پورہ کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے خصوصی درخواست دعا ہے۔

ولادت

مکرم شیخ علاؤ الدین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ بہار [illegible] سے تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکی کے بعد ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ نومولود تحریک وقف نو کے تحت وقف ہے۔ بچہ زچہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر نیز بچے کے نیک صالح خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

[illegible] صاحب مسلم معلم وقف جدید تالبر کوٹ کی اہلیہ بہت بیمار ہیں نیز [illegible] کی [illegible]

منقولات

طاہر القادری پر کسی قسم کا کوئی حملہ نہیں ہُوا، واقعہ جھُوٹ ہے انتظامیہ نے عدم تعاون نہیں کیا خصوصی ٹربیونل کی رپورٹ

واقعہ میں اُنکا کوئی پڑوسی یا اردگرد کا رہائشی ملوث نہیں، طاہر القادری کو کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں پہنچا توہینِ عدالت کا اختیار ہوتا تو عدالت کارروائی میں حق بجانب ہوتی: جسٹس اختر حسین

لاہور (پ ر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس اختر حسین نے جنہیں علامہ پروفیسر طاہر القادری پر قاتلانہ حملہ کے سلسلہ میں خصوصی ٹربیونل کا جج مقرر کیا گیا تھا اس معاملے کی سماعت کے بعد اپنی پندرہ صفحات پر مبنی تفصیلی رپورٹ میں اس واقعہ کو صریحاً جھُوٹ قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ مسٹر قادری پر کسی قسم کا کوئی حملہ نہیں کیا گیا۔ اور اس ضمن میں مقامی انتظامیہ نے نہ تو کوئی تساہل برتا ہے اور نہ ہی مسٹر قادری کی شکایت پر ان سے عدم تعاون کیا ہے۔ سرکاری طور پر جاری ہونے والے ایک ہینڈ آؤٹ کے مطابق رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس واقعہ میں ان کا کوئی پڑوسی یا اردگرد کا رہائشی ملوث نہیں اور مسٹر قادری کو اس سلسلے میں نہ تو کوئی جانی نقصان پہنچا ہے اور نہ مالی۔ رپورٹ میں مسٹر قادری کے اس رویہ کو سخت الفاظ میں لکھا گیا ہے جس میں انہوں نے احسان ناشناسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک فیض الحسن اور میاں محمد شریف جیسے مخیر، خدا ترس، دین دار اور دکھی انسانیت کی خدمت کرنے والوں پر کیچڑ اُچھالنے کی کوشش کی ہے۔ رپورٹ میں مسٹر قادری کے عدالت سے بربادٔ بائیکاٹ پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ اگر ٹربیونل کو توہینِ عدالت کا اختیار حاصل ہوتا تو عدالت اس ضمن میں ضروری کارروائی کرنے پر صریحاً حق بجانب ہوتی۔ تفصیلی رپورٹ میں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اور گواہ ملک فیض الحسن کی طرف سے اُٹھائے گئے بعض نکات میں کہا گیا ہے کہ مسٹر قادری ایک ایسا شخص ہے جسے حالات و واقعات کی روشنی میں باآسانی جھوٹا، دغاباز، فریبی، قدر ناشناس، احسان فراموش، لالچی، تشہیر کا بھُوکا، منافق۔ قرآنِ حکیم کی غلط تفسیر کرنے والا اور سنکی قرار دیا جا سکتا ہے۔

رپورٹ میں ملک فیض الحسن کے اس بیان کا بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ جس میں انہوں نے کہا کہ اس شخص نے میاں شریف جیسے مخیر اور دین دار شخص سے بھی غداری کی حالانکہ میاں محمد شریف نے ایک خطیر رقم پروفیسر قادری کو برطانیہ میں علاج کے لئے دی۔ اور دیگر متعدد معاملات مثلاً سیمنٹ ایجنسی دینے، سیمنٹ خریدنے اور 80 کنال کا پلاٹ اپنے ادارے کے لئے دینے کے لئے سرمایہ فراہم کیا۔ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے بعض نکات کا حوالہ دیتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا کہ پیپلز پارٹی کے ہاتھوں بک جانے کے بعد اور ان سے بادی النظر میں منفعت اُٹھانے کے بعد اس پارٹی کی شہ پر پروفیسر قادری نے اسلامی جمہوری اتحاد اور اس کی حمایتی سیاسی جماعتوں کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی اور موقع کی مناسبت سے مختلف تشہیری حربے استعمال کرتے ہُوئے یہ شخص پیپلز پارٹی کے اشارے پر ناچتا رہا۔ اس ضمن میں پروفیسر قادری کی طرف سے پیش ہونے والے ان وکلاء کا خاص طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔ جو پیپلز پارٹی کے سرگرم اور اہم باقی ارکان میں سے سمجھے جاتے ہیں۔ ایک گواہ کے حوالے سے رپورٹ میں اس کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ مسٹر قادری دن کو خواب۔ دیکھنے والا ایسا شخص ہے جس کے جھُوٹ کی کوئی انتہا نہیں۔ اس نے بارہا اپنے مداحین میں بیٹھ کر یہ کہا کہ اسے حضرت رسولِ اکرمؐ خواب میں نظر آئے اور ایک دفعہ خوش ہو کر آنحضورؐ نے مسٹر قادری سے کہا کہ ان کی عمر 33 سال سے 66 سال کر دی گئی ہے جبکہ مسٹر قادری نے اپنے بیان میں کہا کہ ان کی منت سماجت سے ان کی عمر 63 سال کر دی گئی تاکہ وہ آنحضورؐ کی عمر سے زیادہ نہ جی پائیں۔ اس نکتہ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ایک نیم پاگل یا ذہنی طور پر بیمار شخص اور مسٹر قادری میں کوئی فرق نہیں۔

گواہ نے متعدد ایسے ہی واقعات کا ذکر کرتے ہُوئے کہا کہ ان کے فائرنگ کے واقعہ کو بھی ایک جھُوٹے خواب سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔ بعض گواہوں کے بیانات کی روشنی میں ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر قادری کو ایک جھوٹا شخص قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ اس شخص کے جھُوٹ کی انتہا یہ ہے کہ اس نے اپنے عدالتی بیان میں اپنے ادارہ کے طلبہ کی تعداد دو ہزار بتائی۔ جبکہ حقیقت میں یہ تعداد سو ڈیڑھ سو سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی طرح جُمعہ کی نماز کے ایک خطبے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ اس شخص نے پینتالیس منٹ تک اس خطبہ میں محض اس لئے تاخیر کی کہ وہ اس وقت کے صدر کی آمد کا انتظار کرتا رہا۔ اور جب اس بات پر آئندہ جُمعہ لوگوں نے اعتراض کیا تو دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ جھُوٹ بدل دیا کہ نہیں اس خطبہ میں ناگزیر وجوہات کی بناء پر تاخیر ہو گئی تھی۔

ایک گواہ نے مسٹر قادری کو سخت احسان فراموش قرار دیتے ہوئے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ میاں نواز شریف اور اُن کے اہلِ خانہ نے اپنی دینداری کا ثبوت دیتے ہُوئے لاکھوں روپے کے فنڈز اس کے ادارے پر خرچ کئے۔ اور اس شخص کو دیگر سہولتیں دیں جن میں ایک سو اسی کنال اراضی کی الاٹمنٹ بھی شامل ہے۔ مگر اس شخص نے محض پیپلز پارٹی کا آلہ کار بن کر ان پر بھی کیچڑ اُچھالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ رپورٹ میں متعدد دیگر نکات کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان نکات کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ فائرنگ کا یہ واقعہ جھُوٹا ہے اور سرے سے ہی کوئی ایسا واقعہ ہُوا ہی نہیں۔ نہ اس معاملے کے مقامی انتظامیہ اور پولیس نے کوئی تساہل برتا، نہ ہی کسی پڑوسی کو کوئی نقصان پہنچا اور نہ ہی پروفیسر قادری کو کوئی نقصان پہنچا۔ یاد رہے کہ پنجاب ٹربیونلز انکوائری آرڈیننس 1969ء کے تحت حکومت پنجاب نے 30 راپریل 1990ء کو علامہ طاہر القادری کے متعدد اخباری بیانات اور مطالبات کی روشنی میں مسٹر جسٹس فضل کریم کو ایک رُکنی ٹربیونل کے طور پر مقرر کیا تھا اور انہیں یہ کام سونپا گیا تھا کہ مسٹر طاہر القادری پر مبینہ حملہ کے واقعہ کی تحقیقات کریں اور یہ دیکھیں کہ آیا واقعی ان کی رہائش گاہ پر 21 راپریل 1990ء رات سوا ایک بجے اُن کے مکان پر ایسی فائرنگ ہُوئی یا ان کو کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچا۔ اور ان عوامل کا بھی پتہ چلائیں جو اس مبینہ واقعہ کا باعث بنے۔ اور ان اقدامات کا بھی تفصیلی جائزہ لیں جو مقامی انتظامیہ اور پولیس نے علامہ طاہر القادری کی شکایت پر کارروائی کے ضمن میں کئے۔ اسی طرح اس ٹربیونل کے ذمہ یہ کام بھی لگایا گیا کہ وہ اس سلسلے میں اگر چاہے تو اپنی سفارشات بھی مرتب کرے جن کے تحت مسٹر قادری کی جان اور مال کے تحفظ کے لئے خاطر خواہ انتظام کیا جا سکے۔ ٹربیونل کی کارروائی جاری تھی کہ مسٹر جسٹس فضل کریم نے 14 رجولائی 1990ء کو اس کی مزید سماعت سے معذوری ظاہر کی جس پر مسٹر جسٹس اختر حسن کو باقی ماندہ کام سونپا گیا۔ اس وقت تک پندرہ گواہوں کے بیانات قلمبند ہو چکے تھے۔ ٹربیونل کی اس تبدیلی پر مسٹر قادری نے اعتراض کیا اور باقی ماندہ کارروائی کا بائیکاٹ کرتے ہُوئے پریس تک اپنی صفائی محدود کر دی۔ جہاں ٹربیونل نے قواعد و ضوابط کی روشنی میں یکطرفہ کارروائی جاری رکھی۔ وہاں مسٹر قادری اپنے معاملات تشہیری حربوں کے ذریعے اخبارات میں شائع کراتے رہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۲/۹/۹۰ صفحہ ۱)

ہندوستان کا بڑا دُشمن جاتی واد

اسے ختم کرنا ضروری۔ اگنی ویش

بھوپال۔ ۴ رنومبر (پ ٹ ا) بھارتیہ آریہ پرتی ندھی سبھا کے جنرل سیکرٹری سوامی اگنی ویش نے دیش میں بڑھتے ہوئے ہندو فرقہ پرستی کے جنون پر گہری تشویش ظاہر کی ہے اور کہا ہے کہ ہندو سماج کا سب سے بڑا دشمن جاتی واد ہے اس لئے جاتی واد کو ختم کر کے ہی اسے طاقتور بنایا جا سکتا ہے۔ سوامی اگنی ویش نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ بھارت پاکستان اور بنگلہ دیش میں آج جتنے مسلمان ہیں اُن میں سے زیادہ تر ہندو سماج کی جاتی واد کی ویوستھا کے ستائے ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جاتی واد ترک کرنے کی صورت میں بھارت پاکستان اور بنگلہ دیش کی علاقائی تقسیم ختم ہو جائے گی اور بھارت دُنیا کا سب سے زیادہ طاقت ور راشٹر بن کر اُبھرے گا۔

(روزنامہ ہند سماچار جالندھر
مورخہ ۵ رنومبر ۱۹۹۰ء)

عوام بات چیت کے ذریعہ مسجد مندر کا حل نکالیں

کلکتہ ۴ رنومبر (پی ٹی آئی) پُوری کے جگت گورو شنکر آچاریہ نرنجن دیو تیرتھ نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ تشدد کا راستہ چھوڑ کر رام جنم بھومی بابری مسجد جھگڑے کا حل باہمی بات چیت سے نکالیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ وقت ہے دیش کی خوشحالی کے لئے امن لایا جائے۔ اور خون خرابہ کئے بغیر اس جھگڑے کا حل بات چیت کے ذریعہ نکالا جائے۔

(روزنامہ ہند سماچار جالندھر
مورخہ ۵ رنومبر ۱۹۹۰ء)

—✕—

قاتلانہ حملے کا واقعہ جھُوٹا اور مصنوعی ہو تو ایسا کرنے والے پر خدا کی ایک لاکھ بار لعنت ہو!

نواز شریف قسم کھا کر بتائیں کہ کیا انہوں نے مجھے امام مہدی نہ قرار دیا؟

ٹربیونل کا فیصلہ یکطرفہ ہے، جج تبدیل کرنے پر ہم اس کا بائیکاٹ کر چکے ہیں: ڈاکٹر علامہ طاہر القادری

لاہور (نمائندہ جنگ) پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر علامہ طاہر القادری نے کہا ہے کہ اگر قاتلانہ حملے کا واقعہ جھوٹا اور مصنوعی ہو تو پھر ایسا کرنے والے پر اللہ کی لاکھ بار لعنت اور وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رسولؐ کی شفاعت سے محروم ہو۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۲/۹/۹۰ صفحہ ۱)

بدر کی توسیعِ اشاعت آپ کا فرض ہے (مینجر بدر)

قادیان میں دوسری مجلس مشاورت بھارت

۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہو گی!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی دوسری مجلس مشاورت جلسہ سالانہ قادیان کے معاً بعد اگلے روز ۲۹ر دسمبر کو منعقد ہو گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے گزارش ہے کہ اس مشاورت کے لئے حسب قواعد نمائندگان کا انتخاب کروا کے بھجوائیں ۔ اور ایجنڈا کے لئے تجاویز بھی اپنی جماعتوں میں مشورہ کے بعد ارسال فرما دیں ۔

نمائندگان کے نام اور تجاویز ۵ر دسمبر تک خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمائیں ۔

نوٹ :- انتخاب نمائندگان کے قواعد کا سرکلر تمام جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے ۔

سیکرٹری مجلس مشاورت بھارت

ضرورت چوکیدار

مسجد احمدیہ مشن ہاؤس دہلی میں ایک مستعد ۔ صحت مند اور محنتی چوکیدار کی ضرورت ہے جو پورے وقت کا ملازم ہوگا ۔ اکیلے مجرد آدمی کی رہائش کا انتظام کر دیا جائے گا ۔ کھانے کا انتظام اپنا کرنا ہوگا ۔ ماہوار ایک ہزار روپے بالمقطعہ تنخواہ دی جائے گی ۔ جو دوست خدمت کا بھی جذبہ رکھتے ہوں اپنی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی معرفت اپنی درخواستیں نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوائیں ۔ اور اپنے مکمل کوائف ، نام ۔ پتہ ۔ عمر ۔ صحت ۔ تعلیم ۔ پیشہ ۔ شادی شدہ یا غیر شادی شدہ وغیرہ تفصیل سے تحریر کریں ۔

ریٹائرڈ فوجی دوست کو ترجیح دی جائے گی ۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جلسہ سالانہ قادیان مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ر فتح (دسمبر) سنہ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوگا

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم

جیولرز

پروپرائیٹر

سیّد شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد ۔ کراچی ۔ فون : ۶۲۹۴۴۳

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

پیشکش

بانی پولیمرز ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز :- ۵۲۰۶ - ۵۱۳۷ - ۴۰۲۸ - ۴۳

آٹو ٹریڈرز

۱۶ مینگو لین ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS,

16- MANGOE LANE

CALCUTTA -- 700001

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ

ہر قسم کی گاڑیوں ، پٹرول اور ڈیزل کار ۔ ٹرک ۔ بس ۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

ٹیلیفون نمبرز :- 28-5222 ــــ اور ــــ 28-1652

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔"

(کشتی نوح)

NIR ®

CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں